محدث

دار التالیف والترجمہ ریوڑی تالاب بنارس

★

عدد مسلسل ۷۱ ◎ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ ◎ دسمبر ۱۹۸۸ء

AsliAhleSunnet.com

ماہنامہ محدث بنارس

شمارہ نمبر ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ جلد نمبر ۶

اس شمارہ میں

۱۔ مناجات کے آنسو : فضا ابن فیضی ۲

۲۔ تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں : عبدالوہاب حجازی ۳

۳۔ حدیث نبویؐ کا طبی معجزہ : ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری ۹

۴۔ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے گفتگو : مودود صدیقی ۱۵

۵۔ امام ضیاء الدین مقدسی : مولانا محمد حنیف فیضی ۲۵

۶۔ غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ : غازی عزیر ۳۴

۷۔ علمائے دیوبند کے لئے توجہ طلب : مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری ۴۲

۸۔ ہماری مطبوعات : امتیاز احمد سلفی ۴۶

مدیر

عبدالوہاب حجازی

پتہ :۔

دار التالیف والترجمہ

بی ۱/۱۸ جی ریوڑی تالاب

وارانسی۔ ۲۲۱۰۱۰

بدل اشتراک :

سالانہ : تیس روپئے

فی پرچہ : تین روپئے

AsliAhleSunnet.com

مناجات کے آنسو

فضا ابن فیضی

الٰہی مجھکو بینائی عطا کر
خدائی کو تماشائی عطا کر

شکستِ دل کی ہوں آواز، مجھ کو
گداز و سوز و گیرائی عطا کر

دعا دے گی مری ذرہ نہادی
اسے صحرا کی پہنائی عطا کر

رہے تیری طلب، پاکر بھی تجھ کو
وہ ذوقِ ناشکیبائی عطا کر

مرے ذروں کی تقدیرِ زبوں کو
طرازِ انجم آرائی عطا کر

لبِ قلزم کو وسعت دینے والے
مرے قطروں کو گہرائی عطا کر

نگارِ عقل کی افسردگی کو
جنوں کی عشوہ فرمائی عطا کر

میں ہنگاموں سے اب اکتا گیا ہوں
مجھے محفل میں تنہائی عطا کر

ہیں محروم بصیرت دل کی آنکھیں
عطا کر ان کو بینائی عطا کر

ہنر کے بربطِ خاموش کو پھر
ہوائے نغمہ پیرائی عطا کر

سوادِ خطِ طغرائے جبیں کو
فروغِ روئے دانائی عطا کر

تخیل کو بلندی کی سند دے
تفکر کو توانائی عطا کر

فضا کے ناتراشیدہ قلم کو
تمیزِ نکتہ آرائی عطا کر

AsliAhleSunnet.com

نقشِ راہ

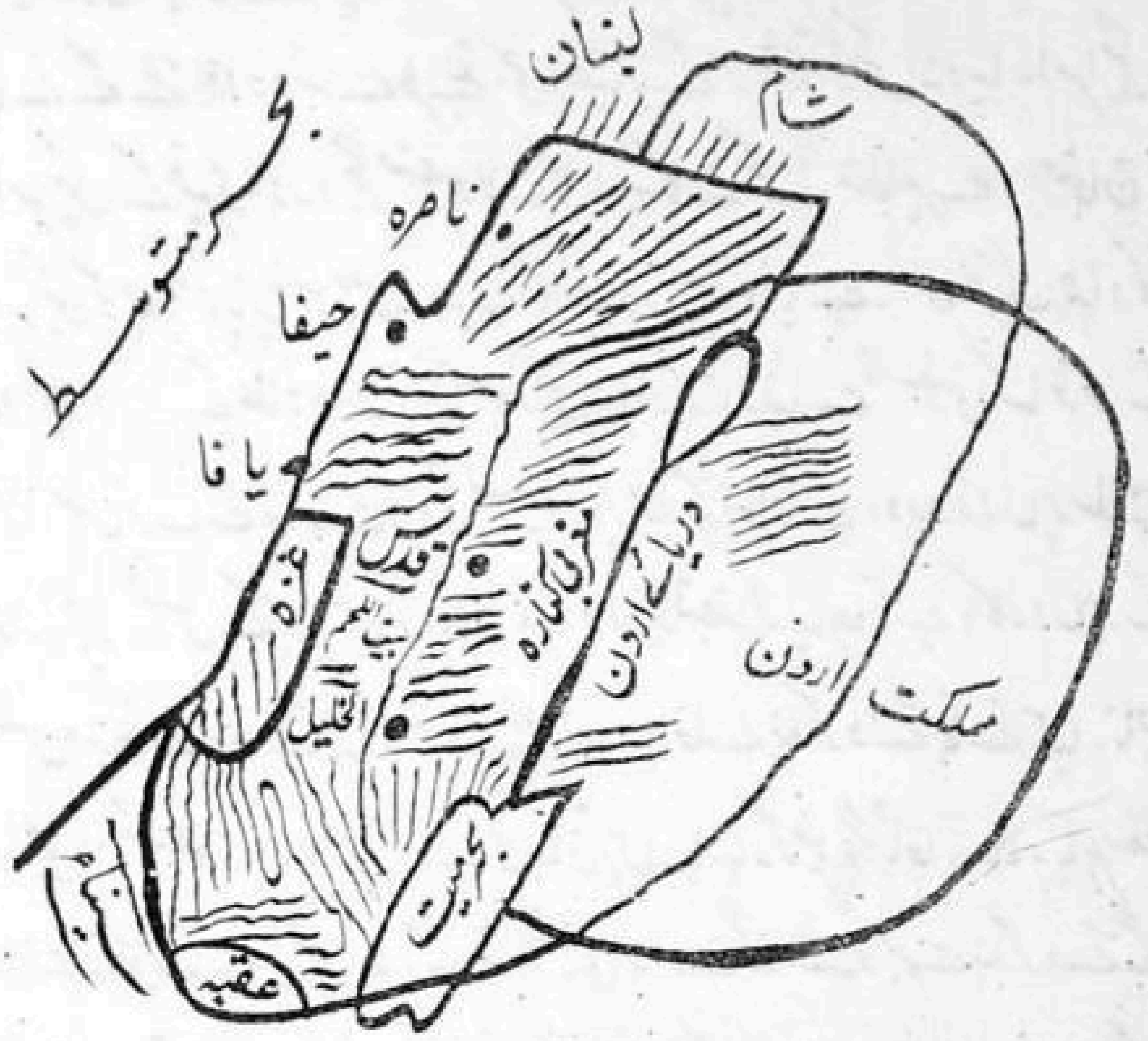

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں

فلسطینی عوام کے انتفاضہ یا جہاد اسلامی کے بارہ مہینے پورے ہو گئے۔ اس کا آغاز ۴ ردسمبر ۱۹۸۷ء کو ایک فلسطینی یونیورسٹی کے کیمپس میں اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں فلسطینی طلبار کے شہید کئے جانے کے بعد اسلامی تحریک جہاد کے ذریعہ مسجدوں کے محرابوں سے تکبیر کے نعروں سے ہوا، ہر فلسطینی کی زبان پر بس ایک ہی کلمہ ہے "شہادت یا سرزمین اسراء و معراج اور جزیرۃ العرب کے اس محترم خطۂ عرضی سے قاتلین انبیاء کے ورثاء، یوسف چاہ کنعان کے سفاک بھائیوں کے احفاد اور سوروں اور بندروں کی اولاد کا مکمل صفایا"، اس راہ میں اب تک انہوں نے پانچ سو سے زیادہ جانوں کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ ایک ہزار دست و پا بریدہ ہوئے ہیں۔ گیارہ ہزار زخمی ہوئے ہیں۔ تیرہ ہزار گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور درجنوں جلاوطن کر دئے گئے۔ جہاد کی راہ میں ان تمام منزلوں سے گذرنے والے بلا امتیاز جوان بھی ہیں اور بوڑھے بھی، عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی، دشمن بھی انہیں ایسا درندہ صفت نصیب ہوا جس میں نہ تو جذبۂ رحم ہے اور نہ بین الاقوامی قوانین کا کوئی لحاظ، اپنی مجاہدانہ

AsliAhleSunnet.com

کارروائیوں میں انہوں نے اپنے دشمن اسرائیل کے بہت سے افراد کو موت کے گھاٹ اتارا۔ فلسطینی عوام نے دشمن کو زک پہونچانے کے لئے اور دوسرے طریقے بھی اختیار کئے۔ مثلاً ٹیکس نہ دینا، اسرائیلی علاقوں میں کام پر نہ جانا، مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کے تعمیری اور دیگر منصوبوں کا بائیکاٹ کرنا۔ مظاہرے، احتجاج اور ہڑتالیں کرنا وغیرہ۔ اس تحریک سے مجاہدین نے اسرائیل کو چھ ہزار پانچ سو ملین روپئے کا نقصان پہونچایا ہے۔ اس تحریک جہاد کو ختم کرنے کے لئے اسرائیل قتل و زدوکوب قید اور جلا وطنی کے علاوہ نت نئی صورتیں ایجاد کرتا رہتا ہے۔ فلسطینی کسانوں کے برآمداتی لائسنس منسوخ کردیئے جاتے ہیں ٹیکس وصول کرنے کے بہانہ سے ان کی بستیوں پر حملہ کیا جاتا ہے، دروازوں پر سلاخیں لگادی جاتی ہیں۔ شناختی کارڈ ضبط کر لئے جاتے ہیں۔ ٹیکس کے بدلہ میں ان کی جائدادوں پر قبضہ کرلیا جاتا ہے، کاروں پر نئے ٹیکس لگائے جارہے ہیں اور ان کے ڈرائیونگ لائسنس ضبط کرلئے جاتے ہیں۔ اسپتال اور دواخانے بند کردئے جاتے ہیں۔ تاجروں کو کاروبار بند کرنے کے حکم دئے جاتے ہیں۔ بجلی اور ٹیلیفون کی لائینیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ باربار کرفیو لگادیا جاتا ہے۔ باہر سفر کرنے، مال لانے بلکہ غذائی امداد تک کے حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے۔ چھوٹے بڑے تمام تعلیمی ادارے گذشتہ دسمبر سے بند کردئے گئے ہیں۔ یہ تمام حربے اس عوامی شعلۂ جہاد کو بجھانے کے لئے استعمال کئے جارہے ہیں، لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ موت وحیات سے بے نیاز ہو کر جب کوئی قوم میدان جہاد میں اُتر آتی ہے تو بندوق کی گولیاں، توپ وتفنگ اور کسی بھی نوع کے حربے اس کے عزائم پر بندھ نہیں باندھ پاسکتے۔ فلسطینی عوام اب اپنی اصلی تاریخ سے وابستہ ہوچکے ہیں۔ وہ تاریخ جو فتح ونصرت سے معمور ہے، وہ تاریخ جو تمام انبیاء بشمول خاتم الانبیاء ان کے اصحاب اور ان پر ایمان رکھنے والے مومنین اولیاء اللہ کی تاریخ ہے۔ فلسطینیوں نے اپنے آپ کو پہچان لیا جس کا مشورہ شاعر مشرق نے بہت پہلے دیا تھا۔

تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
خودی کی پرورش ولذتِ نمود میں ہے

اب انہوں نے خودی کی بھی پرورش کرلی ہے اور لذتِ نمود کا عالم یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں بے دریغ سر کٹا رہے ہیں۔ اس لئے انشاء اللہ فتح وکامرانی ان کا مقدر ہو گی۔ اور یہودی قوم اپنی مجرمانہ ذہنیت، سازشی کردار، ظلم وبربریت اور خود پرستی کی نفسیات کے لحاظ سے ہزاروں سال سے تاریخ کی میزان میں تلتی اور ہزیمت وذلت اٹھاتی چلی آرہی ہے۔ ابھی دوسری جنگ عظیم سے پہلے جرمنی میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ان کے تخریبی اور سازشی اعمال کا طبعی نتیجہ تھا،

AsliAhleSunnet.com

اقبال نے کہا تھا کہ

فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

چنانچہ فرنگ نے اپنی گلو خلاصی اور کچھ صلیبی مقاصد کے لئے یہود کو ارض فلسطین پر بسا کر عالم اسلام کی رگ جان کو ان کے پنجۂ خونین میں دے دیا، لیکن جس طرح اللہ نے اپنے کچھ مومن بندوں کی نصرت و تائید کے لئے وقت کے ظالموں کو اکٹھا کر کے غرقاب کر دیا تھا اسی طرح دنیا کے کونے کونے سے جزیرۃ العرب کی مقدس سرزمین پر اکٹھا کئے گئے یہود بھی انشاء اللہ تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔

اسرائیل کے ہاتھوں فلسطینیوں کی نسل کشی، قتل و غارت گری اور تباہی و بربادی کے خلاف ساری دنیا سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے، اور اسرائیلی بربریت کو روکنے کے مطالبے ہو رہے ہیں لیکن دنیا میں حقوق انسانی کی نام نہاد علمبردار سپر طاقتیں قضیۂ فلسطین اور جدید عوامی انتفاضہ یا جہاد اسلامی کے متعلق کیا رویہ یا رائے رکھتی ہیں۔ اس کا جائزہ ضروری ہے خاص طور سے اس لئے بھی کہ روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس وہ تثلیثی طاقتیں ہیں جنہوں نے اقوام متحدہ کے توسط سے صلیبی کینہ پروری کے تقاضہ میں ارض محترم پر مملکت اسرائیل کا شجرۂ زقوم لگایا تھا، اور نہایت منصوبہ بندی سے آج بھی اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم پہلے اقوام متحدہ کے کچھ افسران کے وہ تاثرات بیان کرتے ہیں۔ جو انہوں نے فلسطینی علاقوں کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔

سابق سفیر امریکہ برائے لبنان اور موجودہ ڈپٹی کمشنر امدادی ایجنسی برائے مہاجرین فلسطین اقوام متحدہ رابرٹ ڈبلون کے تاثرات ہیں کہ فلسطینی مایوسی کا شکار ہیں۔ اس لئے کہ ان کا مقابلہ مسلح اسرائیل سے ہے، وہاں خوراک کی کمی ہے غزہ زیادہ غریب خطہ ہے۔ ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے اس لئے کچھ اسلحہ انہیں بھی ملنا چاہئے۔ مایوسی سے بے سمت نظر آتے ہیں اب مقبوضہ علاقوں میں خود مختار فلسطینی ریاست ممکن بنا دی جائیگی؛؛

بعض دوسرے افسران کے تاثرات ہیں کہ "فلسطینی طلباء مایوسی کے شکار ہیں اس کی ایک بڑی وجہ ہے کہ فلسطینیوں کی بڑی تعداد کسانوں کی ہے جنھیں جبراً اسرائیل نے زمین سے محروم کر دیا ہے اور روزگار کے تمام بڑے ذرائع پر قبضہ کر لیا ہے۔ افسروں کے یہ تاثرات متن کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اس کی حقیقی توضیح مختصراً پیش کرتے ہیں ۱۹۴۸ء میں جب اسرائیل قائم ہوا تو فلسطین کا آٹھ فیصد علاقہ اس کے قبضہ میں تھا لیکن اسی سال کی جنگ کے بعد وہ ستہتر فیصد زمین پر قابض ہو گیا۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد مغربی کنارہ کے باون فیصد اور غزہ کے چونتیس فیصد علاقہ پر کنٹرول کر لیا اور دونوں خطوں میں ایک سو باون شہری و نیم فوجی اسرائیلی

AsliAhleSunnet.com

نوآبادیاں کردی گئیں۔ قیام اسرائیل کے وقت تقریباً آٹھ لاکھ فلسطینیوں کو اُجاڑ دیا گیا اور اسی سال کی جنگ میں فلسطین میں رہنے والے عربوں کی نصف تعداد بے گھر کردی گئی۔ ساٹھ فیصد روزی روٹی سے محروم کر دیا گیا۔ مغربی کنارہ میں پینسٹھ ہزار اور غزہ میں پچیس ہزار یہودی آباد کئے گئے۔ اور یہاں کی دس فیصد بہترین زمینوں پر انہیں قابض کیا گیا۔ ان علاقوں میں مکانات اور بستیوں کی تباہ کاری ہزاروں سے متجاوز ہے۔ غزہ کے دو تہائی فلسطینی کیمپوں میں رہتے ہیں جن میں پچاس فیصد نچلے درجہ کے کام کرنے کے لئے روزانہ اسرائیل جاتے ہیں۔ جو فلسطینی شہری علاقوں میں رہتے ہیں۔ وہ نہایت تنگ و تاریک غیر معیاری اور پچھڑے ہوئے ہیں۔ چودہ لاکھ فلسطینی مقبوضہ علاقوں میں رہتے ہیں۔ جن میں ساڑھے چھ لاکھ غزہ میں رہتے ہیں۔ اسرائیل کے حدود میں ساڑھے سات لاکھ فلسطینی رہتے ہیں۔ لیکن ان کی حالت مقبوضہ علاقوں کے فلسطینیوں ہی کی طرح خستہ ہے۔ اس توضیح کی روشنی میں اقوام متحدہ کے افسران کے تاثرات کے پیچھے جو واقعی احوال ہیں، ان تمام ظالمانہ کارروائیوں کا تصفیہ کرنا نہ اقوام متحدہ کے بس میں ہے۔ اور نہ ہی اس کے پیش نظر، فلسطینیوں کو کچھ اسلحہ دینے یا فلسطینی ریاست کو ممکن بنانے کی اقوام متحدہ کی تجویز صلیبی عزائم کے نقطۂ نظر سے بالکل برمحل ہے اس لئے کہ چالیس سال کے عرصہ میں اپنی ظالمانہ کارروائیوں سے اسرائیل مضبوط اور اپنے پیر پر کھڑا ہو چکا ہے۔ اور فلسطینی عوام یہودیوں کے دست نگر اور بے دست و پا ہو چکے ہیں۔ اس کا ہر پہلو سے انتظام کر دیا گیا ہے کہ مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں کو اگر خود مختاری دے بھی دی جائے تو وہ اسرائیل کے زیر اثر رہیں اور اسرائیل اپنی بالادستی سے مشرق وسطیٰ میں صلیبی عزائم کی تکمیل کرتا رہے۔

روسی خبر رساں ایجنسی تاس کی روایت ہے کہ امریکی وزیر دفاع فرینک کارلوس اور اسرائیلی وزیر دفاع بنزاک روبن نے ایک دفاعی معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ جس کے تحت دو فریقی فوجی تعاون میں اسرائیل کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ناٹو معاہدہ میں شریک امریکی حلیفوں کو حاصل ہیں۔ موجودہ فلسطینی عوامی جہاد کو ختم کرنے کے لئے اسرائیلی بربریت کے خلاف امریکہ اگر کچھ تنقیدی کلمات کہہ بھی دے، یا فلسطینی ریاست کو تسلیم کرلے تو مذکورہ معاہدہ کی روشنی میں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ اور نہ ہوگی کہ فلسطینیوں کو انسانی حقوق علمبرداران حقوق انسانی کے میزان سے حاصل ہوں گے۔ اور انہیں حاصل کرنے کے لئے اسرائیل کی توپوں کے دہانوں کے سامنے لائن حاضر ہونا پڑے گا۔ قضیۂ فلسطین کے متعلق روس کا رویہ آج سے پہلے بظاہر مختلف تھا، پہلے آزاد فلسطینی ریاست کے تذکرے روسی بیانات میں ہوا کرتے تھے، لیکن گورباچیف کے دور میں امریکہ سے مصالحت کا جو نیا دور شروع ہوا ہے اس نے دیگر امور کے ساتھ اس مسئلہ پر بھی اثر ڈالا ہے، یاسر عرفات کے دورۂ ماسکو کے موقع پر گورباچیف نے کہا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے لازم ہے کہ فلسطینی اسرائیل کو تسلیم کرلیں۔ مجوزہ تصفیہ کے سلسلے میں گورباچوف نے کچھ ضروری اقدامات کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ ۱۹۶۷ء کی

AsliAhleSunnet.com

عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیلی قبضہ میں آنے والے علاقوں کی واپسی، فلسطینیوں کی حق خود ارادیت، اقوام متحدہ کے زیر اہتمام ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد، ان اقدامات میں فلسطینی ریاست کا کوئی ذکر نہیں ہے، فلسطینی عوامی جہاد کے اس موقع پر فلسطینی قضیہ سے متعلق روس کے اس مجرمانہ سکوت کا صرف ایک معنی ہے کہ امریکی دہشت گردی اور اسرائیلی بربریت کو کامیاب ہونے کا موقع دیا جائے اور اس کے نتیجہ میں جاری فلسطینی جہاد کو ناکام یا کمزور بنایا جائے، یہ حقیقت دنیا کی حافظے سے محو نہیں ہوئی ہے کہ روس اسرائیل کے ان محسنوں میں ہے جنہوں نے اسے وجود بخشا ہے اور امریکہ سے نئی صلح وصفائی کے بعد تو وہ قضیہ فلسطینی سے متعلق امریکہ کے صلیبی عزائم کے لئے حق شناس تابعدار دست کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

مذکورہ رویوں کی بنیاد بس اتنی ہے کہ پورے علاقہ پر اسرائیل کی بالادستی کو جائز مان کر فلسطینیوں کے خلاف اس کی بہیمانہ کارروائیوں کو قدرے ناجائز مانا جائے۔ اور اسی مقدار سے اس قضیہ کے تصفیہ کی بات کیا جائے۔ مغربی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں امن کے منصوبے اور گفتگوئے صلح کے لئے جارج شلز اور رچرڈ مرفی کے دوروں کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں، اور اب تو ۱۵ نومبر ۱۹۸۸ء کو تنظیم آزادی فلسطین کی قومی کونسل نے الجزائر کے دارالحکومت الجزیرہ میں مقبوضہ فلسطین علاقوں پر آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا اعلان بھی کر دیا ہے، بیشتر عرب ملکوں اور دوسرے بہت سے ممالک نے اسے تسلیم بھی کر لیا ہے اسرائیل اور اس کے پشت پناہ سپر طاقتوں نے اسے تسلیم کرنے کے واضح اشارے ابھی نہیں دیئے ہیں لیکن یقین ہے کہ صلیبی عزائم کی تکمیل اور اسرائیلی بالادستی کے تحفظ کی یقینی ضمانت حاصل کرنے کے بعد اسے ضرور تسلیم کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس نوع کی ایک ماتحت ریاست اسرائیل کے ان محسنوں کے مفاد میں ہے جنہوں نے یہودی پنجہ سے اپنی رگِ جان چھڑانے کے لئے یہودیوں کو اپنے اپنے ملکوں سے نکال کر فلسطین میں آباد کرایا اور ان کے پنجہ خونین کے لئے عالم اسلام کی رگ جان مہیا کی، یہی وجہ ہے کہ فلسطین کے عوامی جہاد کی نظر میں امن منصوبوں یا آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی حقیقت یہ ہے کہ اس ہمہ گیر انتفاضہ کو ختم کر دیا جائے جس کی جڑیں اپنی روح کے اعتبار سے اتنی ہی گہری ہیں جتنا دنیا میں حق وصداقت کا وجود اور جو اپنے مظاہر کے اعتبار سے سرزمین فلسطین پر اس وقت سے برپا ہے جب اسرائیل کے قیام کے لئے سازشیں کی جا رہی تھیں، یا اب تک فلسطینیوں کو دوسرے ہاتھ قتل وغارت اور تباہ وبرباد کر رہے تھے، خود مختار ریاست پا کر یہ کام اپنے ہاتھ انجام دینے لگیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نوع کے کسی بھی حربہ سے اس عوامی تحریک جہاد کو ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اب وقت آگیا ہے کہ اسے جتنا ہی دبایا جائے گا یہ نئے عزم اور نئی قوت کے ساتھ آگے بڑھے گی، جہاد کا یہ سلسلہ جس نے آج عوامی صورت اختیار کر لی ہے قیام اسرائیل کے پہلے سے جاری ہے، یہ اپنوں اور بیگانوں سب کی طرف سے سخت مشکلات سے دوچار ہوتا رہا، یہ دبتا

AsliAhleSunnet.com

رہا لیکن ابھرنے کے لئے، گرتا رہا لیکن اُٹھ کھڑے ہونے کے لئے، عربوں کو قومیت اور وطنیت کا نشہ پلا کر انہیں صلیبی طاقتوں نے عثمانی خلافت کو پارہ پارہ کیا تو فلسطینی بھی انہیں میں شامل تھے، عرب خود مختار تو ہو گئے لیکن یہ قیمت دے کر کہ فلسطین کے سینہ میں دولتِ اسرائیل کا خنجر پیوست کر دیا گیا۔ نئی اسلامی بیداری کی لہر جب آئی تو عرب ممالک کسی حد تک وطنیت اور قومیت سے نجات پا کر اس کے زیر سایہ آگئے لیکن فلسطین اس سے نجات تو کیا پاتا اپنا وجود ہی کھو بیٹھا۔ فلسطینی خود اپنے وطن میں غریب الدیار اور اجنبی بن گئے جس سرزمین پر وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانے سے بھی پہلے سے آباد چلے آرہے ہیں۔ اور جن پر یہود و نصاریٰ کے ایک مختصر مدت کے تسلط کو چھوڑ کر ہمیشہ مسلمانوں ہی کا تسلط اور ان کی حکمرانی رہی ہے تاریخ انسانی کے اس ظلم عظیم کے خلاف ملتِ اسلامیہ کے باغیرت اور جیالے مجاہدوں نے ۱۹۴۸ء میں قیام اسرائیل کے وقت اسکی فوجوں سے مقابلہ کے لئے علم جہاد بلند کیا اور اپنے مجاہدانہ کارناموں سے اسرائیل کے ہوش اڑا دیئے اس اسلامی فوج کی قیادت کرنے والے عبدالمعز عبدالستار مصری، محمد عبدالرحمٰن خلیف، مصطفیٰ سباعی اور کامل شریف جیسے لوگ تھے ستر کی دہائی میں اس تحریک جہاد کو شیخ عبدالعزیز عودہ نے مزید فعال اور وسیع بنایا۔ موجودہ عوامی مرحلہ تک پہونچ کر یہ تحریک جہاد اپنے جوہر کے اعتبار سے بھی اتنا نکھر چکی ہے کہ اس پر کتاب و سنت کی اتباع کا رنگ نمایاں ہو چکا ہے، تحریک جہاد نے زندگی کے دوسرے بڑے عوامل کو بھی متاثر کیا ہے اور اب وہ عوامی جہاد کے اہم عوامل میں شمار کئے جاتے ہیں، فلسطینی تعلیمی اداروں حتیٰ کہ یونیورسٹیوں میں ایسے اساتذ کی ٹیمیں موجود ہیں جو فلسطینی طلباء میں جہاد کی روح بیدار کرتے ہیں اس سلسلہ میں جامعہ برزیت بیت المقدس، اسلامی یونیورسٹی غزہ، جامعۃ النجاح نابلس خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ایسے اشاعتی ادارے اور جامعات کے تحقیقی مراکز کئی درجن ہیں، جو اسلامی فکر پر مبنی کتابیں اور جریدہ شائع کر کے فلسطینیوں کو اسلامی تحریک جہاد کے لئے تیار کرتے ہیں اسی طرح کے اداروں میں دارالاسوار، دارالاتحاد، جمعیۃ الصوت، دار صلاح الدین ایو خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اخبارات میں اس مقصد کے لئے القدس اور فلسطین اسمی زیادہ معروف ہیں تحریک جہاد کے اس تاریخی جائزہ سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ کسی وقتی یا یوسی ہی کا ردعمل نہیں ہے جیسا کہ مغربی ذرائع ابلاغ عموماً باور کراتے ہیں بلکہ یہ حق اور باطل کی جنگ ہے۔ یہ سیاہ رات جو فلسطین افق پر چالیس سال سے محیط ہے اگر صدیوں پر پھیل جائے تو حق کے پروانے اپنے نور ایمان اور مجاہدانہ کردار سے اسے روز روشن میں تبدیل کر کے دم لیں گے، تاریکی اگر فزوں تر ہو رہی ہو تو حق کے پروانوں کے لئے نوید ہوتی ہے کہ صبح کا وقت قریب آرہا ہے، اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۔

فلسطین کے باغیرت عوام وقت کے سب سے بڑے ظالم سے برد آزما ہیں۔ ہر طرح کے مشکلات اور مصائب کو اپنے ایمان کی ڈھال پر روک رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے ک اللہ تعالیٰ راہ جہاد میں انہیں ثبات قدمی عطا فرمائے اور اپنی تائید و نصرت سے انہیں فتح مند فرمائے اور تمام مسلمانوں اور انسانیت نوازوں کے دل انکے تعاو کیلئے کھول دے۔ اللّٰھم انصُر مَن نصَرَ دینَ محمدٍ صَلّی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذُل مَن خذَلَ دینَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم۔ (آمین)

AsliAhleSunnet.com

حدیث نبوی کا طبی معجزہ

کیا بیماریاں متعدی ہیں؟

تحریر : ڈاکٹر محمد علی البار ترجمہ :۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری

قسط (۲)

انسان کو جو امراض لاحق ہوتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں' ایک متعدی دوسرے غیر متعدی۔ غیر متعدی امراض کی تعداد زیادہ ہے' ان کے لاحق ہونے کا کوئی خاص ماحولیاتی یا موروثی سبب نہیں ہوتا۔ خون کے امراض میں اس کی مثال ہیموفیلیا (Hemophilia) ہے۔ بعض امراض غذا میں پروٹین یا وٹامن کی کمی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں' جیسے بربری (BRABIERS) کا مرض جو وٹامن بی کی کمی سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض امراض ٹھوس غدودوں میں سے کسی غدود کی کارکردگی میں اضافے یا کمی کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔

اس طرح کے امراض بسا اوقات موت کا سبب بھی ہوتے ہیں' بعض امراض پیدائشی طور پر بچوں کو ماں کے پیٹ سے لاحق ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ابتدا ہی سے بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔

بعض امراض متعدد اسباب کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں' ابھی تک متعدد بیماریاں ایسی ہیں جنکے اسباب اور ان کی اصل حقیقت ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی' اگرچہ ظاہری طور پر اطباء ان بیماریوں کے اسباب کی تعیین کرتے ہیں جیسے ذیابیطس (Diabetes) ضغط الدم (Blood Pressure) دل کا دورہ (Blood Clot)

متعدی امراض سے ایسے امراض مراد ہیں جو کسی مریض سے دوسرے مریض تک پہونچیں' اس طرح کے امراض کو متعدی یا چھوت کی بیماریاں کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض امراض سانس کے ذریعہ منتقل ہوتے رہتے ہیں' جیسے انفلوائنزا اور سل' یا منہ کے ذریعہ سے جیسے ہاضمے کے امراض پیچش' ٹائیفائڈ' ہیضہ' بچوں کے اعضاء کا شل ہونا' جگر کا ورم۔ اس قسم میں وہ امراض بھی آتے ہیں جو عادت قبیحہ' زنا و لواطت وغیرہ سے پیدا ہوتے جیسے زُھری (Syphilis) و سیلان وغیرہ۔ اور وہ امراض بھی اس میں داخل ہیں جو بیمار جسم سے دوسرے جسم کے مس ہو جانے سے لاحق ہوتے ہیں جیسے چیچک اور کوڑھ' ان میں سے بعض امراض انجکشن یا خون منتقل کرنے سے اور بعض

AsliAhleSunnet.com

امراض کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے بھی پھیلتے ہیں جیسے ملیریا، فیل پا، زرد بخار وغیرہ۔

سطور بالا سے ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ متعدی امراض مختلف طریقوں سے ایک بیمار انسان سے صحت مند انسان تک پہونچتے ہیں۔

چھوت کے حملے کی شدت اور نرمی اسی طرح انسانی جسم کی قوت اور کمزوری کا بھی متعدی امراض کے سلسلے میں اثر ہوتا ہے۔

متعدی امراض کا سب سے اہم سبب وہ مخلوقات ہیں جو انتہائی چھوٹی اور باریک ہوتی ہیں، انسانی آنکھ انہیں دیکھ نہیں سکتی، جسامت کو بڑھا کر دکھانے والے آلات کے ذریعہ سے جب ان کو سینکڑوں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں گنا بڑھایا جائے تو وہ نظر آسکتی ہیں، چنانچہ امیبا یو (Amoeba) ایسی مخلوق ہے جس میں صرف ایک خلیہ ہوتا ہے جسے سینکڑوں گنا بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور باریک بکٹیریا کو ہزاروں گنا بڑھائے بغیر نہیں دیکھا جا سکتا، اسی طرح وائرس (virus) کو لاکھوں گنا بڑھایا جائے تو ان کی شکل نظر آسکتی ہے۔

ذیل میں وائرس اور بیکٹریا وغیرہ کی مختصر توضیح کی جاتی ہے:

وائرس (virus): ایسا انتہائی باریک وجود ہے جس کو الکٹرانک خورد بین کے بغیر جو لاکھوں گنا بڑھا کر کسی چیز کو دکھلاتی ہے، دیکھا نہیں جا سکتا،

سائنس داں بے حد حیران ہیں کہ اس وجود کو حیوانات میں شمار کریں یا جمادات میں، کیوں کہ وائرس نہ تو خلیہ ہے نہ گٹھلی، نہ وہ غذا حاصل کرتا ہے نہ بڑھتا ہے، البتہ انتہائی عجیب طور پر اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے، جب وہ زندہ خلیوں میں داخل ہو کر ان پر قابو پالیتا ہے۔ اور خلیے کے انقسام کی کیفیت کو سمجھنے کے بعد اسے دوسرے وائرس میں تقسیم کر دیتا ہے، اس طرح وائرس کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے، اور اس طرح پورے جسم پر وائرس کا غلبہ ہو جاتا ہے اور تمام خلیے خود بھی وائرس کی شکل میں بدل جاتے ہیں، اس صورت میں اگر جسم کے اندر وائرس کے خلاف کوئی غیر معمولی قوت پیدا ہو جائے تو اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے ورنہ پھر جسم ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔

تمام زندہ مخلوقات سے وائرس ہر اعتبار سے مختلف ہے، زندہ چیزوں سے اس کی مشابہت صرف کثرت

AsliAhleSunnet.com

اور تعداد میں ہے لیکن کثرت کا طریقہ بھی دوسری تمام چھوٹی بڑی مخلوقات کے طریقے سے مختلف ہے۔

دوسری زندہ مخلوقات سے وائرس کے اختلاف کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ وہ ایک ہی ذراتی حامض (Nucleinic Acid) سے بنا ہوا ہے جب کہ دوسری تمام چیزیں دو حامضوں سے بنی ہوئی ہیں جن کو ڈی این۔اے (DNA) اور آر۔این۔اے (RNA) کہتے ہیں، وائرس میں ان میں سے ایک ہی حامض پایا جاتا ہے اور بقیہ مخلوقات ان دونوں کا مجموعہ ہوتی ہیں۔

جو مشہور بیماریاں وائرس کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں وہ انفلوائنزہ، زکام اور سر دنزلہ ہے، لیکن ان کی نوعیت تمام امراض میں یکساں نہیں ہوتی، اگر جسم میں قوت مدافعت مضبوط ہو جاتی ہے تو اس میں نئے ایسے وائرس پیدا ہو جاتے ہیں جن کا مقابلہ جسم نہیں کر پاتا۔ اس کی مثال بچوں کے پولیو اور چیچک وغیرہ امراض کا سبب بننے والے وائرس ہیں

بکٹیریا: بکٹیریا (Bacteria) پوری ایک دنیا یا مملکت سے مشابہت رکھتی ہے، اسے ایسی مخلوق نہیں کہا جا سکتا جو صرف ایک خلیہ رکھے، لیکن یہ زندگی کے عناصر سے بہرہ ور ہے، چنانچہ یہ بڑھتی ہے، غذا حاصل کرتی ہے، زیادہ ہوتی ہے، سانس لیتی ہے، اور اس میں دونوں حامض یعنی D.N.A اور R.N.A پائے جاتے ہیں۔

جس طرح دوسرے جان دار خلیے جو نباتات اور حیوانات میں ہوتے ہیں بکٹیریا کے اندر مستقل طور پر زندگی کی صلاحیت ہے، اور مناسب ماحول میں اس کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ بکٹیریا کی مختلف قسمیں، خاندان، صفات عادات وغیرہ ہیں، بعض بکٹیریا انسان کے لئے نفع بخش ہوتے ہیں مثلاً وہ بکٹیریا جو دودھ کو مٹھے کی شکل دیتا ہے اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ دودھ میں جو شکر کی مقدار موجود ہے اسے یہ حامض میں بدل دیتا ہے۔

بعض بکٹیریا فضائی نسٹروجن کو زمین میں مضبوط کرتے ہیں پھر اسے نباتات کی بعض قسمیں ہضم کرتی ہیں جس سے فول اور فاصولیا وغیرہ سبزیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں پروٹین کا مادہ ہوتا ہے۔

بعض بکٹیریا ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی آنتوں میں زندہ رہتے ہیں اور غذا کو ہضم کرنے میں مدد پہنچاتے ہیں، جس طرح بعض بکٹیریا وٹامن بی کو بنانے میں موثر ہوتے ہیں، ان میں بہت سے انسان کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اور ان کے اور انسان کے مابین افادہ اور استفادہ کا عمل جاری رہتا ہے انسانی جلد کی سطح پر کروڑوں بکٹیریا پائے جاتے ہیں جو مردہ خلیوں یعنی بھوسیوں پر زندہ رہتے ہیں جن کو جلد ہر لمحے الگ کرتی رہتی ہے، یہ بکٹیریا جسم سے علیحدہ رہنے والے چھلکوں کو کھاتا ہے اور ان کی جگہ نئے زندہ خلیے پیدا ہوتے ہیں

AsliAhleSunnet.com

انسان کی جلد، اس کے منہ اور اس کی آنتوں میں کروڑوں بکٹیریا ایسے بھی رہتے ہیں جن سے انسان کو کسی طرح کا نقصان پہونچنے کے بجائے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن تعجب انگیز امر یہ ہے کہ انسانی جسم کے ساتھ پرسکون زندگی گذارنے والے یہی نفع بخش بکٹیریا کبھی کبھی وحشیانہ حملہ آور دشمن کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اور ہمارے اوپر حملہ کر کے ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم کو ازکار رفتہ بنا دیتے ہیں۔

بکٹیریا کی ایک قسم وہ ہے جو ہمیشہ انسانی جسم پر حملہ آور ہوتی ہے اور مہلک امراض کا سبب بنتی ہے، مثلاً طاعون، ہیضہ، میعادی بخار، سل جذام، ڈفتیریا، ٹانسل وغیرہ۔

لیکن بکٹیریا کی یہی قسم بعض انسانوں کے جسم میں کسی طرح کی خرابی پیدا کرنے کے بجائے پرسکون زندگی بسر کرتی ہے، اس قسم کے بکٹریا میں جو تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اس کا کوئی خاص سبب یا وقت معلوم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بکٹریا کی اس قسم کے سلسلے میں جو نفع بخش ہوتی ہیں پھر نقصان دہ ہو جاتی ہے، اور اس قسم کے سلسلے میں جو نقصان سے نفع میں تبدیل ہو جاتی ہے کوئی ایسا قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا ہے جس سے اس کے اوپر قابو پایا جا سکے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ معاملہ انسانوں اور خود ان باریک مائیکروبات کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے، یہیں پر انسان کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی طاقت ضرور ہے جو ان مائیکروبات کے اندر تاثیر پیدا کرتی رہتی ہے، انسانوں کے پاس اس سلسلے کی جو معلومات ہیں وہ صرف تجربہ پر ہیں اور کوئی ایسا یقینی علم نہیں ہے جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ مائیکروب فلاں مرض کو یا اس مرض کی مدافعت کی قوت کو پیدا کرتا ہے، ہمیں سابقہ طور پر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مائیکروب فلاں انسان کے جسم میں نقصان کا سبب بنے گا، تجرباتی علم کا دار و مدار گمان اور ترجیح پر ہے۔

بعض حقیقتوں کی توضیح کے لئے یہ مثالیں مفید ہوں گی:

دماغی بخار (cerebrospinal fever) کا بکٹیریا بڑی شدت کے ساتھ حملہ کرتا ہے اور تیزی کیساتھ ایک جسم سے دوسرے جسم تک منتقل ہوتا ہے، جو رطوبتیں انسان کے منہ یا ناک سے نکلتی ہیں انہیں کے ذریعہ سے جسم میں گھستا ہے اور بڑھ کر خون اور دماغ کی جھلیوں پر چھا جاتا ہے اور بسا اوقات اس کے نتیجے میں انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

حملہ آور نوعیت کا بکٹیریا بعض انسانی جسم کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں پہونچاتا اور اس کے کان یا منہ میں پڑا رہتا ہے اور کسی خاص وقت میں اس کا حملہ شروع ہوتا ہے، اسی لئے اطباء نے واضح کیا ہے کہ دماغی بخار کے مائیکروب اگر وبائی ایام میں نوے فی صد افراد میں پائے جاتے ہیں تو اس میں سے صرف پانچ فیصد اشخاص ہی اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور بقیہ لوگوں کے

AsliAhleSunnet.com

جسم پر اس کا اثر فوری نہیں ہوتا اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مذکورہ بخار کا مائیکروب جس آدمی کے اندر پایا جائے گا اسے لازمی طور پر وہ بخار لاحق ہوگا۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ مذکورہ مرض کے مائیکروب کا ایک آدمی سے دوسرے کی جانب منتقل ہونا متعدی امراض کے لاحق ہونے کا تنہا سبب نہیں ہے، بلکہ بہت سے اسباب میں سے یہ صرف ایک سبب ہے اور یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بخار کے مائیکروب کے پائے جانے کے باوجود تمام لوگ اس مرض میں مبتلا نہیں ہوتے۔

اس اختلاف کے سبب انسان سوچ سکتا ہے کہ مائیکروب میں ذاتی قسم کا کوئی اختلاف ہوتا ہوگا جس سے مختلف اثرات نمایاں ہوتے ہوں گے، لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مائیکروب ایک ہی ہوتا ہے لیکن ایک آدمی کو وہ ہلاک کر دیتا ہے اور دوسرے کو کسی طرح نقصان نہیں پہونچاتا، یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ ان اشخاص میں کون سی ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جس سے ان کا جسم مائیکروب کے اثر سے محفوظ رہتا ہے لیکن وہی مائیکروب جب کسی دوسرے آدمی کے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے تو اسے حیرت انگیز طور پر متاثر کرتا ہے۔

اس کا سبب انسانی جسم میں مائیکروب کے مقابلے کی طاقت کا اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس مقابلے کی قدرت کے اسباب بھی اب تک نامعلوم ہیں۔ اور انسانی جسم کی قوت یا اس کے ضعف پر اس کا دارومدار نہیں ہے، اسی لئے ایسا دیکھا جاتا ہے کہ یہ مائیکروبات ایسے شخص کو زیر کر دیا کرتے ہیں جو جسمانی حیثیت سے مکمل طور پر صحت مند اور توانا نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف ایک کمزور انسان کے جسم میں کسی طرح کا نقصان پہونچائے بغیر سکون زندگی بسر کرتے ہیں لیکن اس کے لئے بھی کوئی وقت ایسا آتا ہے جب یہ مائیکروب اپنی سالمانہ روش بدل کر اس کے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں اور اسے نقصان پہونچاتے ہیں۔

صرف دماغی بخار کے مائیکروبات ہی کا اس طرح کا دوہرا عمل نہیں ہے، بلکہ دوسرے تمام مائیکروبات بھی اسی نوعیت کے ہوتے ہیں، یعنی کسی شخص کے جسم پر اس کا مضر اثر رونما ہوتا ہے اور کسی شخص کا جسم ان کی وجہ سے کسی ضرر سے محفوظ رہتا ہے، چنانچہ میعادی بخار کو متعدی امراض میں سے مانا جاتا ہے، لیکن پھر بھی ایسے مریض نظر آتے ہیں جو اس بخار کے بیکٹریا سے متاثر ہوتے ہیں، اور دوسری طرف کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے جسم میں یہ جراثیم موجود ہوتے ہیں لیکن پھر بھی کسی طرح کا اثر نہیں کرتے ہیں۔

یہ معاملہ مزید تعجب انگیز اس وقت ہو جاتا ہے جب یہ وائرس اور بکٹیریا کسی آدمی کے جسم میں داخل ہو کر اسے

AsliAhleSunnet.com

نقصان پہونچا دیتا ہے، اور دوسرے شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے تو کسی طرح کا مضر اثر نمایاں نہیں ہوتا۔ کوئی تیسرا شخص جب مبتلا ہوتا ہے تو اس کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے کے بجائے اس کے جسم میں دیگر مائیکروبات کی مدافعت کی قوت پیدا کر دیتا ہے، اس کی مثال بچوں کے مرض پولیو کے وائرس ہیں جو بچے کے جسم میں ناہموار و ناصاف غذا کے ذریعے سے آنتوں تک پہونچتے ہیں، وہاں سے لیمفاوی (Lymph glands) غدود اس کو اچک لیتے ہیں اور اس کے اوپر اثر انداز ہو کر ایک نوعیت کا تعلق پیدا کر لیتے ہیں، اس کا مشاہدہ لیمفاوی غدود کے خلیوں کے مجموعہ میں کیا جا چکا ہے، اس مشاہدے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسی صورت میں بچے پر کسی طرح کی بیماری کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ اس کے برعکس اس کے اندر مدافعت کی ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے، لیکن جن جراثیم کے ذریعہ اس وقت مدافعت کی قوت پیدا ہوئی ان کے سلسلے میں آئندہ یہ احتمال بھی ہے کہ وہ جسم پر کسی طرح کا مضر اثر ڈالیں۔

اوپر جن وائرسوں کا بیان ہوا وہی جب کسی دوسرے بچے کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ پولیو کے مرض کا شکار ہو جاتا ہے، یعنی وہی جراثیم ایک بچے کے لئے نعمت اور دوسرے کے لئے وبال بن جاتے ہیں۔

سابقہ سطور میں جو مثالیں بیان کی گئی ہیں ان کا تعلق ان امراض سے ہے جو تیزی کے ساتھ متعدی ہوتے ہیں جیسے دماغی بخار، ٹائیفائڈ اور پولیو، لیکن اس کے باوجود ان کے متعدی ہونے کی بنیاد اب تک معلوم نہیں ہو سکی ہے، ان کے برخلاف اگر ان امراض کو دیکھا جائے جو بڑی سست رفتاری سے متعدی ہوتے ہیں تو ان میں لوگوں میں پھیلے ہوئے ایسے امراض ملیں گے جن کے متعلق لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ تیزی کے ساتھ متعدی ہوتے ہیں، حالاں کہ امر واقعہ ایسا نہیں ہے، ان بیماریوں میں زیادہ مشہور جذام (کوڑھ) بیماری ہے۔

کوڑھ بلاشبہ ایک متعدی مرض ہے اور اس کے پھیلنے کے بہت سے اسباب ہیں لیکن ان میں کچھ معلوم ہیں اور کچھ اب تک نامعلوم۔ جن اسباب کو ہم جانتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر مجذوم انسان کے ساتھ لمبی مدت تک کوئی شخص رہے تو تعدیہ کا عمل مکمل ہو جاتا ہے، لیکن ایسی مثالیں بھی سامنے ہیں کہ متعدد برسوں ساتھ رہنے کے باوجود صحت مند انسان پر جذام کا کوئی اثر نہیں ہوا، اس سلسلے میں جو چیز انسانی معلومات کی گرفت میں نہیں آسکی ہیں وہ ہے کہ مجذوم شخص کے ساتھ رہنے والا ایک آدمی جذام میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن ایک دوسرا ایسا شخص جس کا اتصال ساتھ رہنے والے کے مقابلے میں مجذوم سے زیادہ ہوتا ہے اس پر اس بیماری کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

اس بنیاد پر ہم پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ مائیکروبات (وہ باریک مخلوق مثلاً وائرس، بکٹیریا،

باقی صفحہ ۵ پر

AsliAhleSunnet.com

مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سید ہاشم علی سے گفتگو

سودود صدیقی

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے کردار سے متعلق دو مختلف طرز فکر پائے جاتے ہیں، ہم ان میں سے کسی کے خلوص پر شبہ کا اظہار یا نکتہ چینی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ عظیم تعلیمی ادارہ مکمل طور پر ملی اور قومی خدمات انجام دیتا رہے۔ زیر نظر انٹرویو ہم انہیں جذبات کے ساتھ شریک اشاعت کر رہے ہیں۔ شاید اس سے یونیورسٹی کے مسائل کو سمجھنے میں کچھ مدد ملے۔ (ادارہ)

سرسید کی یہ یونیورسٹی اپنے آغاز سے دورِ حاضر تک کسی نہ کسی طور پر اپنوں اور بیگانوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار رہی ہے ہندی اور انگریزی کے قومی اخبارات کی بات جانے دیجئے جنہوں نے صرف یہاں کی غلط تصویر پیش کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہےکہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بعض اردو اخبارات بھی ان کی ہمنوائی کرتے رہتے ہیں۔ میں نے وائس چانسلر کے علاوہ طلبا سے ملاقاتوں کے دوران یہ اندازہ لگایا کہ آج کا مسلمان لڑکا پڑھنا چاہتا ہے۔ آگے بڑھنے کا حوصلہ اور ولولہ رکھتا ہے۔ یونیورسٹی ملک اور قوم کے بہتر مفاد میں صحافیوں، سیاستدانوں کورٹ کے ممبران، قدامت پسند طلبا، اور اولڈ بوائز سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے کوئی اور نعرہ اپنائیں کسی اور ادارہ کو اپنا مرکز بنائیں۔ خدارا علی گڈھ کو چھوڑ دیں۔ یونیورسٹی آپ سے سوال کرتی ہے۔

تمہیں تو ناخدا ہو، کچھ بتاؤ مصلحت کیا ہے
میری کشتی کا رُخ کیوں سوئے طوفاں کر دیا تم نے

AsliAhleSunnet.com

س :- علی گڑھ آنے سے پہلے اس ادارے کے بارے میں آپ کے کیا جذبات اور خیالات تھے۔ کیا کیا خامیاں یہاں آپ نے پائیں اور ان کا تدارک کرنے کے لئے آپ نے کیا قدم اٹھائے؟

ج :- علی گڑھ بچپن سے ہمارا آئیڈیل رہا ہے اس لئے کہ سرسید نے ایک بدلے ہوئے دور کے بعد اپنے بدترین دشمن سے مخالفت مول لینے کے بعد بجائے یہ محسوس کیا کہ زمانہ بدل چکا ہے لہذا اس کی زبان کو اپنایا اور محاذ آرائی کی پالیسی کے بجائے مفاہمت کی پالیسی اپنائی کیوں کہ اس وقت بقا ان ہی حالات میں ممکن تھی۔ حیدرآباد والے (جہاں میں پیدا ہوا پلا بڑھا) ہمیشہ علی گڑھ کو اپنی ہی درسگاہ اسی طرح سمجھتے تھے جس طرح اب آپ لوگ علی گڑھ کو سمجھتے ہیں۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء تک جب میں طالب علم تھا۔ اس وقت حیدرآباد کا مسلم ماحول تھا۔ مسلم حکومت تھی اس وقت جس طرح سرسید نے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر فارسی کو چھوڑ کر انگریزی اختیار کی اسی طرح عثمانیہ یونیورسٹی نے آزادی سے تیس سال پہلے انگریزی چھوڑ کر اردو کو اپنایا۔ یہ دونوں یونیورسٹیاں ایسی رہی ہیں جن کی وجہ سے سلمانوں کا ایک بڑا طبقہ تعلیم یافتہ بن سکا۔ تقسیم ہند کے بعد یہاں سے اور عثمانیہ یونیورسٹی سے فراغت پانے والے حضرات نئی حکومت کی انتظامیہ میں شامل ہوئے میرے استادوں میں بہت سے علی گڑھ کے تھے اور حیدرآباد کی حکومت نے نہ صرف علی گڑھ کو امداد دی بلکہ یہاں کے بڑے لوگوں چاہے اس میں محسن الملک ہوں یا وقارالملک۔ سیاست داں ہوں یا اور کوئی ان کو بڑے بڑے عہدے دیئے حیدرآباد نے علی گڑھ کی، علیگرین کی خدمت کی ہے۔ ان دونوں اداروں نے مسلم کلچر اور ایک مشترکہ تہذیب ہندوستان کو دی۔ سرسید کہتے تھے کہ ہندوستان ایک دلہن ہے جس کی دو خوب صورت آنکھیں ایک ہندو اور دوسری مسلمان ہے۔

عثمانیہ نے بھی سرسید کے ان ہی خیالات کی آبیاری کی۔ عثمانیہ میں جو زبان منتخب کی گئی یعنی اردو، اس میں ہندو اور مسلمانوں کا مساوی حصہ رہا، اور میں چاہتا ہوں جو لوگ یہاں سے پڑھ کر نکلیں وہ اس امتزاج اور یگانگت و محبت کو آگے بڑھائیں۔ علی گڑھ کالج کی حیثیت سے سینیئر ہے اور عثمانیہ، یونیورسٹی کی حیثیت سے دو سال سینیئر ہے۔ ۱۹۱۸ء میں عثمانیہ اور ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ یونیورسٹی بنی۔ اس لحاظ سے بھی علی گڑھ ہمارا ہمیشہ آئیڈیل رہا۔

س :- آپ جب یہاں تشریف لائے تو آپ نے بہت خوشی محسوس کی لیکن تین سال بعد آج جو ماحول پیدا ہوا ہے اس سے کوئی بددلی یا عزائم میں کوئی کمی تو نہیں آئی۔

ج :- ایک بات میں عرض کردوں جب مجھے علی گڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر کا آفر زبانی ملا تو متعدد لوگوں نے مجھ سے اس بارے میں مشورہ کیا اور میں نے ہر وقت انکار کیا کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں وائس چانسلر کے لئے کافی مشکلیں پیدا کی جاتی ہیں میں اس وقت عثمانیہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر تھا۔ جہاں مجھے مکمل طور پر بگھری ہوئی یونیورسٹی ملی تھی۔ وہاں ہر روز فساد ہوتا تھا۔ قتل و خون ہوتا تھا۔ لڑکوں کو جیب

AsliAhleSunnet.com

تعاقب کر کے مار دیا جاتا تھا، گولیوں سے بھون ڈالا جاتا تھا، غرضیکہ پہلے دس ماہ سخت ترین مصیبت کے تھے، ہر روز میرے گھر پر حملہ ہوتا تھا۔ ان حالات میں جب میں نے سخت اقدامات کئے تو یونیورسٹی کے حالات بتدریج بہتر ہونے لگے۔ اس دوران میں نے چار ہزار طلباء کا اخراج کیا۔ پانچ چھ بار لاٹھی چارج کرانا پڑا اور پانچ، چھ سو گرفتار ہوئے۔ اساتذہ کی وہاں ہر روز پٹائی ہوتی تھی۔ لیکن اب میں کہہ سکتا ہوں کہ جب میں نے یونیورسٹی کو چھوڑا تو اساتذہ کا وقار اور عظمت واپس آچکی تھی۔ علی گڑھ کے بارے میں میرا پہلا انکار اس لئے تھا کہ مجھے یہاں تکلیف ہوگی اور اس ماحول میں اپنوں کی جفائیں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ لیکن جب میں یہاں آیا میں نے دیکھا کہ یہاں طلباء اور انتظامیہ کے درمیان وسیع خلیج ہے۔ میں نے چودہ دن میں چودہ ہزار لڑکوں سے رابطہ قائم کیا اور اس کے بعد ایک ایسا ماحول بنانے میں کامیاب ہوگیا جس میں طلباء وائس چانسلر کو اپنا دوست سمجھنے لگے۔ اس سے پہلے سابقہ وائس چانسلروں نے جو سخت اقدامات کئے تھے وہ بہت حد تک مناسب تھے۔ لیکن لڑکے انھیں اپنا دشمن سمجھتے رہے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک لڑکے کے خلاف ایکشن لیا جائے تو اس کارروائی کو تمام طلباء اپنے خلاف سمجھ لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ اچھے لڑکے اس زد میں آگئے ہوں۔

یہ خرابی اس لئے پیدا ہوگئی کہ ایک آپریشن کلیننگ کو کامن کلیننگ سمجھ لیا گیا اس میں ایسے لوگوں کی جن کے بارے میں آپ اور ہم واقف ہیں، یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہاں کوئی نہ کوئی فساد ہوتا رہے تاکہ ان لوگوں کو اپنی سیاست چمکانے کا موقع ملے۔ افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے طلباء بھی شامل ہیں۔ میرے ان تین سال کے دوران سوائے چند کیسوں میں کبھی کبھی ایک آدھ ایال سال پیدا ہوئے لیکن دوسرے دن حالات مکمل طور پر پرسکون ہوگئے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں شرپسند عناصر تناؤ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ محاذ آرائی کا ماحول بھی پیدا کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں میرے گھر پر حملہ ہوا ایک بس حادثہ کو لیکر کچھ لوگوں نے فساد کرانے کی کوشش کی تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ یہاں افراتفری کا ماحول ہے۔ ان کی حمایت میں دہلی کے کچھ لوگ اور اخبارات یہ کہتے نہیں تھکتے کہ علی گڑھ کے حالات خراب ہیں۔ پولیس چوکی بنا رکھی ہے وغیرہ (یہی پروپیگنڈہ آپ سے گفتگو کرنے کے لئے مجھے یہاں لایا م۔ص) جب کہ سچائی یہ ہے کہ یہاں آنے کے ڈیڑھ ماہ کے اندر میں نے اس فوج کو ہٹا دیا۔ جو یہاں پڑی ہوئی تھی۔

اس کے بعد شدید تشدد کی صورت ہی میں پولیس طلب کی گئی۔ جیسا کہ میں بتا رہا تھا کہ بس کے حادثہ کو لیکر جب میرے گھر پر پتھر برسائے جانے لگے اور تقریباً پندرہ ہزار کا نقصان ہوا۔ اس وقت میں نے رجسٹرار کو طلب کیا اور پولیس آئی۔ ایس پی میرے ساتھ تھے۔ اس کے باوجود میں نے کہا کہ ابھی کوئی ایکشن نہ لیا جائے اسی دوران گیارہ سپاہی زخمی ہوگئے اس کے باوجود انہوں نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ تصادم ہو اور ایک آدھ لڑکا مارا جائے تاکہ اسے شہید بنا کر اپنی نیادت کو آگے بڑھا

AsliAhleSunnet.com

سکیں۔ میں نے ان کے اس منصوبے کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ میں صبر سے دیکھتا رہا حالانکہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میرے دل کا آپریشن ہوا ہے۔ اس کے باوجود میں اس کوشش میں رہا کہ معاملات کو خوش اسلوبی سے حل کر لیا جائے جیسا کہ ماضی میں آفتاب شہید کی مثال سامنے ہے (جسٹس سری واستو کی رپورٹ کے مطابق) اس وقت یونین کے صدر نے کہا کہ پولیس کے پاس ربڑ کی گولیاں ہیں۔ اس پر اس معصوم بچے نے سینہ کھول کر شہادت کا جام نوش کر لیا۔ اس کے ماں باپ تک نہیں ہیں۔ اور اس کو شہید کروانے والے لوگ ایم۔ ایل۔ اے بن گئے، لیڈر اور سیاست داں ہو گئے ہیں دل میں چاہتا ہوں کہ یونیورسٹی اور قوم کے بہتر مفاد میں ایسے عناصر کے ناپاک ارادوں کو کامیاب نہ ہونے دوں میرے گھر کے اس واقعہ کے بعد مجھ سے یونیورسٹی انتظامیہ نے کہا کہ یونیورسٹی بند کر دی جائے۔ لیکن میرا ذہن اس سلسلہ میں بالکل صاف تھا کہ فسادی لوگ محض پچاس ہیں۔ اور باقی سترہ ہزار بچوں کا مستقبل کیوں داؤں پر لگایا جائے۔ میں نے یونیورسٹی کھلی رکھی۔ حالات بتدریج معمول پر آگئے۔ اس کے بعد مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ یونین الیکشن ملتوی کر دیئے جائیں۔ میں نے الیکشن کرایا۔ درمیان الیکشن میں پولنگ بوتھوں پر گیا۔ وہاں لڑکے ایک دوسرے سے ہاتھ ملا رہے تھے، گلے مل رہے تھے۔ میں جب وہاں پہونچا تو لڑکے میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے تاکہ ہم کامیاب ہوں۔ انہوں نے میری کار کو اپنی پوسٹروں سے ڈھک دیا۔ ان لوگوں میں کتنا ولولہ تھا، دوستانہ ماحول تھا۔ اگر محاذ آرائی ہوتی تو یہ لوگ میرے پہونچتے ہی نعرہ بازی کرتے۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میں نے پوسٹروں سے چھپاں کار کے ساتھ فوٹو کھنچوایا تاکہ وقت ضرورت کام آئے۔

س :۔ کہا جاتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس لئے بائیکاٹ کیا تھا کہ الیکشن ضابطوں میں کچھ ترمیم کی گئی تھی۔

ج :۔ ۱۹۸۵ء میں جب یہاں آیا تو لڑکوں سے رابطوں کے دوران میں نے الیکشن کرانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ یونین آئے گی تو فساد ہوگا۔ لہٰذا الیکشن نہ کرائے جائیں، میں بچوں کے لئے صحت مند ماحول چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے کہا کہ ہم ایسے ضابطے بنائیں گے تاکہ انتشار پسند لوگ اس میں نہ آسکیں۔

چنانچہ میں پنجاب اور دلی یونیورسٹی کے ضابطوں کو بروئے کار لایا وہاں ایسے پیشہ ور طلباء پر یونین کا الیکشن لڑنے پر پابندی ہے جو دو دو اور چار چار سال کے وقفہ کے بعد آتے رہتے ہیں۔ امیدوار کی عمر پچیس سال سے زیادہ نہ ہو اور چھ ماہ سے زیادہ مدت کی معطلی نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔ یہی ضابطے میں نے کورٹ کے الیکشن اور اکیڈمک کونسل کے لئے بھی مقرر کئے۔ پہلے سال الیکشن کے لئے میں نے تاریخ مقرر کر دی اور الیکشن آفیسر کا تقرر بھی کر دیا۔ اس کے بعد میں دل کے آپریشن کے لئے باہر چلا گیا۔ میرے جانے کے بعد یہاں بابری مسجد کے سوال کو لیکر جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے خاتمہ کے بعد معطل کئے ہوئے لڑکوں اور شر پسند عناصر نے پرو وائس چانسلر کے گھر پر حملہ کرا دیا۔ کچھ لوگ زخمی ہوئے

AsliAhleSunnet.com

نقصان پہونچا۔ اور الیکشن ملتوی کرنا پڑا۔ دوسرے سال یہ افواہ پھیلائی گئی کہ میں نے یہاں مندر بنا دیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں سعودی عرب کے سفیر تشریف لائے تھے تو لڑکوں نے ان سے کہا کہ یہ مسجد کی جگہ ہے آپ کو کیسے دیدیں اتنی سی بات کو لیکر کہا گیا کہ مندر بن رہا ہے۔ اور وائس چانسلر نے کئی ہزار روپے اپنی جیب خاص سے دیئے ہیں۔ اور سنگ بنیاد رکھ دیا گیا وغیرہ اور یہ جھوٹ تین سال سے آجتک بولا جاتا ہے۔ یہاں لڑکے ہندو بھی ہیں۔ مسلمان بھی، یہاں ۲۱ مسجدیں ہیں اور ایک مندر اس کے باوجود مندر کا سوال تھا ہی نہیں اور نہ ہی کسی ہندو لڑکے نے ایسا کوئی مطالبہ کیا تھا۔ بس شیر آیا شیر آیا کی افواہیں برابر چلتی رہتی ہیں۔

ایک پروفیسر صاحب یہاں سے حیدر آباد گئے تو وہاں انہوں نے الزام لگایا کہ وائس چانسلر صاحب اکثریت کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے دفتر میں سائیں بابا کی تصویر لگا رکھی ہے۔ اور بُت رکھا ہوا ہے۔ کہاں رکھا ہے؟ ان شرارتی لڑکوں کے ساتھ کچھ اساتذہ بھی شامل ہوگئے ہیں۔ کچھ اساتذہ، کچھ اولڈ بوائز، کچھ کورٹ کے ممبران اور کچھ اور لوگ جو غلط فہمیاں پیدا کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ یہ لوگ اپنی بقاء کے لئے کبھی یہاں سے اور کبھی دہلی سے سازشیں کرتے ہیں یہ عمل لکھنؤ میں بھی دہرایا جاتا ہے۔ یہی لوگ بعض اردو اخبارات کو مواد فراہم کرتے ہیں اور یہ اخبارات لمبی چوڑی سرخیوں کے ساتھ اسے شائع کرتے ہیں۔ جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو یہ مجھے جھوٹ کا پلندہ نظر آتے ہیں۔ بعض اردو اخبارات تو اشتہارات کی بات کو لیکر ہی اپنے چھوٹے پن کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔

س :- یونیورسٹی کورٹ کے ممبران کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں کیا کورٹ ممبران کی نامزدگی کا طریقہ کار درست ہے؟

ج :- (یہ معاملہ کورٹ میں ہے اس لئے زیادہ نہ کہہ کر صرف ممبران کی نامزدگی کے بارے میں کہوں گا) کورٹ میں اولڈ بوائز کے ۲۵ ایجوکیشن کانفرنس کے پانچ اور اسلامی کلچر کے نمائندوں کی حیثیت سے کچھ ممبر منتخب کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ انتخابات ایمانداری اور خلوص سے ہوں اور جو لوگ منتخب ہوکر آئیں وہ ملت اور یونیورسٹی کے بارے میں سوچیں۔ اور ان کا ایک مثبت زاویہ نظر ہو تو یہ ایک ایسا کورٹ ہوگا جس کی میٹنگوں سے یونیورسٹی کو بہت فائدہ پہونچے گا۔

میں تین سال پورے کر چکا ہوں۔ تناؤ موجود ہے لیکن میں کہوں گا کہ کورٹ کے بعض ممبران کوئی مثبت رویہ نہیں رکھتے ان منفی رویہ ہوتا ہے اور کورٹ کی میٹنگ میں غیر اطمینانی کی سی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے اتنا بدنام کیا جا چکا ہے کہ مزید بیانات بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں نے پہلی بار علی گڑھ کی طرف سے مسلمانوں کی تعلیمی اور ثقافتی ترقی کے لئے ایک سات نکاتی پروگرام بنایا ہم نے اس کا مسودہ تمام کورٹ کے ممبران کو بھیجا۔ کسی کی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں آیا۔ اور نہ ہی کسی نے کوئی رائے پیش کی۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ CONTROVERSY کافی ہو چکی ہے اور مجھے مزید (CONTROVERSY) کا کوئی خوف نہیں۔ کاش یہ مسلمان نمائندے مثبت طور پر سوچیں اور مسلم یونیورسٹی کی

AsliAhleSunnet.com

بھلائی کے لئے میری مدد کریں۔ مجھے ایک ہزار لڑکوں کے لئے ہوسٹل کی ضرورت ہے ایک نرسنگ کالج کی ضرورت ہے۔ ساتویں پلان میں اس کے لئے کوئی گنجائش پیدا نہ ہو سکی۔ اگر کورٹ کے اور پارلیمنٹ کے ممبران اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے وزیر اعظم کا دورہ کراتے اور سرکار سے رقم دلوانے کی کوشش کرتے تو میں کہتا کہ مثبت رویہ رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس جھوٹی شکایتوں کا ایک پلندہ پندرہ ممبران پارلیمنٹ نے صدر اور وزیر اعظم سے مل کر پیش کیا جس میں لکھا گیا ایک ایک لفظ میری رائے میں غلط ہے۔ ان بے بنیاد الزامات کے جوابات دیتے دیتے ہمارا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے جو وقت یونیورسٹی کی بقاء اور لڑکوں کے بہتر مستقبل کے لئے صرف ہونا چاہیئے۔ میری دعا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری ایسے لوگوں سے درخواست ہے کہ خدارا علی گڑھ کو چھوڑیئے۔ کسی دوسرے ادارے یا نعرہ کو اپنائیے۔ مسلم یونیورسٹی میں سکون سے کام ہونے دیجئے۔ تاکہ بچوں کی تربیت صحیح معنوں میں ہو سکے۔

یہاں ایک سال میں ۱۸۰ دن کی پڑھائی ہوتی ہے ہندوستان کی کسی یونیورسٹی میں اتنے دن پڑھائی نہیں ہوتی۔ یہاں امن چاہیئے تاکہ پڑھائی ہو۔ تعلیم چاہیئے۔ تاکہ لیاقت پیدا ہو۔ لیاقت چاہیئے تاکہ کامیاب زندگی گزار سکیں۔ اگر آپ اس میدان میں کچھ نہیں کر سکتے تو خدا کے لئے مسلم یونیورسٹی کو چھوڑ دیجئے اور کوئی دوسرا دھندہ تلاش کیجئے۔ سر سید کے خواب کو پورا ہونے دیجئے اور اسے سیاست کا اڈہ نہ بنائیے یہ میری التجا ہے۔ میں سخت باتیں کر رہا ہوں ان تین سالوں میں میری کافی فضیحت ہو چکی ہے۔ مزید کیا ہوگی۔

س:۔ آپ پر اقلیتی کردار ختم کرنے کا الزام عائد کیا جا رہا ہے اور ریزرویشن کے سلسلے میں بھی آپ کا رویہ منفی ہے۔

ج:۔ اگر کسی نے یہ بات کہی ہے کہ میں اقلیتی کردار ختم کر رہا ہوں تو وہ نرا جھوٹا ہے۔ میرے یہاں آنے سے ایک سال پیشتر ۸۵-۱۹۸۴ء میں تقریباً دو ہزار مسلم بچے یہاں داخل ہوئے تھے۔ ۸۸-۱۹۸۷ء میں چار ہزار سے زیادہ بچوں نے داخلہ لیا ہے۔ اس تعداد میں لگاتار اضافہ ہو رہا ہے یہ اعداد وشمار کورٹ کے ہر ممبر کے پاس ہیں۔ ان سب حقائق کے باوجود جھوٹے الزامات کو بار بار دہرایا جائے تو میں ایسے آدمی کو یونیورسٹی کے تئیں ایماندار نہیں کہوں گا۔ میرے دور میں اقلیتی کردار کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ مثلاً میں نے یہاں آنے کے بعد میڈیکل کالج میں پچاس سیٹوں کے بجائے سو کر دیں اور اس پر الزام لگایا گیا کہ یہ میں غیر مسلموں کے لئے کر رہا ہوں۔ جب پچاس سیٹیں تھیں تو کبھی بارہ، کبھی ۱۵ ریا ۱۶ ر اور کبھی ۲۶ ر مسلم لڑکے آتے۔ اس سال ۵۳ ر مسلمان لڑکے داخل ہوئے ہیں۔ اس سال انجینیرنگ میں بھی مسلم لڑکوں کے کافی داخلے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کا کریڈیٹ میں اپنے ذمہ نہیں لیتا کیونکہ یہ ایک باضابطہ یونیورسٹی کا سخت ٹیسٹ پاس کر کے ہی آئے ہیں۔

اب ملت کے نونہالوں کو یہ احساس ہو چکا ہے کہ انہیں پڑھنا ہے۔ سخت محنت کرنی ہے اور مقابلہ کے امتحانوں میں بیٹھنا ہے اپنی لیاقت سے یہ آرہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے، اگر کم آئیں گے تو مجھے مورد الزام ٹھہرا نہیں سکتے اور زیادہ داخل ہوں گے تو اس کا کریڈٹ میں ہرگز نہیں لوں گا اس وقت ۵، فیصد

AsliAhleSunnet.com

طلبار مسلمان ہیں۔ مجموعی طور پر مسلم لڑکوں کے داخلوں کا اوسطاً فیصد گزشتہ سال سے گر گیا ہے۔ ہندو لڑکوں کا بھی یہی حال ہے اس لئے کہ غیر ملکی طلبار کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس میں ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کے علاوہ غیر ملکی طلبار بھی شامل کرتے ہیں۔ پھر بھی مجھ پر اقلیتی کردار ختم کرنے کا الزام بے دھڑک لگایا جا رہا ہے۔

س :۔ آئی اے ایس کے امتحانات کی تیاری کے سلسلے میں یونیورسٹی کی کیا سرگرمی رہی۔ اور ابتک کتنے لڑکے منتخب ہوئے۔

ج :۔ اپنے آنے کے پہلے سال میں نے لڑکوں سے معلوم کیا کہ تم آئی اے ایس میں کیوں نہیں بیٹھتے تو انھوں نے جواب دیا "ہمیں کون لے گا"، میں نے دیکھا یہ لڑکے مایوسی، ناکامی اور احساس کمتری کا شکار ہیں۔ اب میں ہر ملنے والے لڑکے سے کہتا ہوں کہ تم میں ذہنی اور جسمانی اعتبار سے کوئی کمی نہیں ہے۔ اس پر وہ اظہار آمادگی کرتے ہیں۔ مگر سوال محنت کرنے کا ہے۔ میں اپنے سول سروس کے امتحان کے لئے دو سال تک ساڑھے چار بجے صبح تک جاگتا تھا۔ کیونکہ اس امتحان میں کامیابی کے لئے اٹھارہ گھنٹہ یومیہ محنت کرنا لازمی شرط ہے۔ لڑکوں میں احساس کمتری دور کرنے اور محنت محنت کرنے کے لئے آمادہ کرنے میں کسی حد تک میں کامیاب ہو سکا ہوں۔ اس سال ہم نے TOPPER لڑکوں کا ایک گروپ بنایا ہے تاکہ کوچنگ کرائی جا سکے۔ اس سلسلہ میں میں نے دو اسکیمیں پہلی پچاس کمروں کی اسلامی ڈیولپمنٹ بنک کو اور دوسری پچاس کمروں کے ہوسٹل کے لئے ہندسرکار کو بھی بھیں تاکہ ان کمروں میں رہائش اور لائبریری وغیرہ ہو اور لڑکے کسی بھی مقابلہ کے امتحان میں بیٹھنے کے لئے کھلے طور پر تیاری کر سکیں۔ لیکن اتفاق سے دونوں اسکیمیں منظور نہیں ہوئیں۔ ورنہ پروگرام یہ تھا کہ یہاں ۲۰۰ لڑکوں کو تربیت دے کر ان کا امتحان لیا جاتا اور کامیاب طلبار کی آئندہ کورسز کے لئے کوچنگ کرائی جاتی اس سال آئی اے ایس کا ایک سنٹر علی گڑھ میں ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ لڑکے بیٹھ سکیں۔ اسی طرح کی کوشش میں نے عثمانیہ یونیورسٹی میں بھی کی تھی وہاں کافی لوگ منتخب ہوئے۔ یہاں صورت حال مختلف ہے۔ یہاں لڑکوں میں ہمت اور خود اعتمادی کی کمی جس کے لئے یہی فسادی لوگ کسی حد تک ذمہ دار ہیں۔

س :۔ آپ سے پہلے جو وائس چانسلر تھے انہوں نے سرکاری سروسوں کے لئے لڑکوں کو مقابلہ کے امتحانوں میں بھیجا؟ کیا یہ پروگرام اب بھی جاری ہے ؟

ج :۔ ہماری کوچنگ کلاسیں جاری ہیں۔ طلبار مقابلہ میں شریک تو ہوتے ہیں لیکن محنت کی کمی کی باعث وہ آگے نہیں آپائے۔ اگر سخت محنت کی جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی تعصب انہیں نہیں روک سکتا۔

س :۔ سرسید نے 'تہذیب الاخلاق' نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا تھا۔ بقول مولانا ابو الکلام آزاد جس نے اپنے مضامین سے اس دور کی پوری نسل کو متاثر کیا تھا۔ کئی سال سے اب وہ دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ کیا وہ ان مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے ؟

AsliAhleSunnet.com

ج :۔ سید حامد صاحب نے اس رسالہ کو دوبارہ شروع کرایا میں نے اس میں کچھ تبدیلیاں کرائیں ہیں۔ اب اس میں افسانے اور غزلیں شائع نہیں ہوتیں۔ یہ ہندی اور اردو میں تو نکل ہی رہا ہے ہماری کوشش انگریزی زبان میں شائع کرنے کی بھی ہے اس کو ہم نے یونیورسٹی کے بجٹ میں لے لیا ہے اور اب جو گروپ کام کر رہا ہے۔ اس میں خلوص ہے اشاعت بھی کئی ہزار ہوگئی ہے اور مضامین میں بہتری آئی ہے۔

س :۔ طلباء کی بہبودی کے لئے آپ نے مزید کیا کیا اقدامات کئے ہیں ؟

ج :۔ غریب لڑکوں کی تعلیم کے لئے ہم نے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی اسٹوڈینٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن قائم کی ہے اس میں لاکھوں روپے جمع ہو چکے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن نے کئی قابل ذکر کام کئے ہیں۔ یہاں آتے ہی میں نے ایک جلسہ کر کے اپنی جانب سے سو روپے ماہانہ چندہ سے اس کام کو شروع کرایا تھا۔ اس تجویز کی حوصلہ افزائی ہوئی اور لاکھوں روپے جمع ہو گئے کچھ بعید غریب لڑکوں کو لائبریری وغیرہ میں پارٹ ٹائم پر رکھ کر دو سو یا ڈھائی سو روپے دیئے جاتے ہیں۔ میری کوشش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ لڑکوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جائیں۔ غنڈہ گردی کم ہو، تعلیم زیادہ، نظم وضبط میں رکاوٹ ڈالنے والوں کے خلاف سخت قدم اٹھائے جائیں۔ میں نے اپنے دور میں صرف ایک ہی لڑکے کا اخراج کیا ہے جبکہ اس سے پہلے مارپیٹ ہونے پر لڑکوں کی قابل ذکر تعداد نکالی جا چکی ہے۔ میرے نزدیک ایک آدمی کی زندگی خراب کرنا اسی وقت ضروری ہے جب اصلاح ممکن نہ ہو۔ ایک برخوردار کو سزا دی گئی۔ اس کے بعد میں نے ان کا تعلیمی ریکارڈ دیکھا اور دوبارہ داخلہ دلوایا۔

س :۔ طلباء اور وائس چانسلر کے درمیان محاذ آرائی کی آپ کے نزدیک اہم وجہ کیا ہے۔

ج :۔ بانی یونیورسٹی سرسید قدامت پرستی کے مخالف تھے جس کی پاداش میں وہ کافر قرار دیئے گئے میں بھی ایسے ادارہ کا خادم ہوں جو قدامت پرستوں کا نہیں سرسید کا ادارہ ہے۔ سرسید کی اسی لبرلیشن پالیسی کے باعث میں اس کرسی پر فائز ہوں اور یہاں سے جانے والے اکثر طلباء بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ یہی آزاد خیالی اور فراخدلی یونیورسٹی کو چاہیئے۔ قدامت پرستی نہیں۔ خود پیغمبر اسلام کی مخالفت اس زمانے کے قدامت پسندوں نے کی تھی۔ مجھے یہاں رہ کر سرسید کے اصولوں پر چلنا ہے۔ محض چند لڑکوں کو میرے ان خیالات سے اتفاق نہیں ہے اس لئے محاذ آرائی کو ہوا دی جاتی ہے۔

س :۔ یونیورسٹی کو بدنام کرنے کی سازش کرنے والے اساتذہ کے خلاف آپ نے کیا کاروائی کی ؟

ج :۔ یونیورسٹی کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد بہت اچھی ہے۔ کچھ لوگ فرقہ پرست ہیں۔ جن کا اپنا کوئی نظریہ نہیں۔ جدھر کی ہوا دیکھی ادھر چلے گئے۔ بارہ سو اساتذہ میں سے بمشکل پچاس ایسے ہوں گے جو ادارے کے لئے مسئلہ کھڑا کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے سات کے خلاف میں نے کاروائی بھی کی ہے۔ اس لئے ان کا مخالف ہونا فطری امر ہے۔ اساتذہ کی ایک بڑی بھاری تعداد تعمیری ذہن رکھتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

س :۔ طلباء ممبران پارلیمنٹ اور بعض اخبارات نے آپ پر سخت گیری کا الزام عائد کیا ہے اس سلسلہ میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

ج :۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے ہاشم علی اور علی گڑھ کے ہاشم علی میں کوئی تعلق نہیں ہے عثمانیہ میں میں نے چار ہزار لڑکوں کا اخراج کیا تھا۔ اور یہاں تین سال میں صرف ایک لڑکے کو نکالا گیا ہے۔ حیدرآباد میں مجھے آل انڈیا ودیارتھی پریشد اور آر ایس ایس کے لوگ جنرل ضیاء اور ڈکٹیٹر کا خطاب دیتے تھے۔ اگر ملت یا کوئی اور یہ چاہتا ہے کہ غنڈوں کو سزا نہ دی جائے۔ اخراج نہ کیا جائے۔ اس سے میں اتفاق نہیں کروں گا۔ یہ مسلمانوں کا تعلیمی ادارہ ہے۔ مسلمان ایک شریف آدمی ہوتا ہے۔ خنجر مارنے والا نہیں۔ یونیورسٹی کے بہتر مفاد میں۔ چند لوگوں کو آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا۔

س :۔ ذاکر حسین صاحب سے لیکر آپ کے دور تک یہاں کی یہ روایت رہی ہے کہ ہر آنے والے وائس چانسلر کا شاندار خیر مقدم کیا گیا اور کچھ ہی دنوں بعد یہاں تک کہ کچھ وائس چانسلروں کو تشدد کا نشانہ بنا پڑا۔ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے۔

ج :۔ طلباء اور وائس چانسلر کے درمیان کوئی تصادم نہیں ہے۔ چند غنڈوں کی بات میں نہیں کر رہا ہوں۔ اگر سترہ ہزار لڑکوں کا ایک سال بچانے میں میں کامیاب ہو گیا تو میں نے ملت کے ۱۷۰۰۰ سال بچا لئے۔ محض پچاس ساٹھ لوگوں کو جو ایسا نہیں چاہتے انہیں میں اسلام دشمن، ملت دشمن اور ادارہ کا قاتل سمجھوں گا۔ کیا وجہ ہے کہ سترہ ہزار لڑکوں کی بات کوئی نہیں سنتا۔ اس شخص کی بات سنی جاتی ہے جو چاقو چلاتا ہے، غنڈہ گردی کرتا ہے۔ اور معطل کیا جاتا ہے اور فساد کو ہوا دیتا ہے۔

س :۔ نئی تعلیمی پالیسی کے مسلم یونیورسٹی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ج :۔ ہمارے اوپر اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوگا کیونکہ ہمارا مقصد یونیورسٹی کو قومی سطح پر برقرار رکھنے کا ہے۔ اسے مکتب کے لیول تک گرانا نہیں بعض ایسے طلباء جن کا کہیں اور داخلہ نہیں ہو پاتا یا ایسے اساتذہ جن کی تقرری کہیں اور نہیں ہو سکتی ایسے نالائق لوگ غلط طریقہ اپنا کر یونیورسٹی میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعلیمی معیار اور سطح کو باقی رکھنے کے لئے ہمیں ایسے عناصر کی مخالفت کا مقابلہ بہر صورت کرنا ہوگا۔ ان لوگوں کے ساتھ سختی برتنا ہوگی کیونکہ ایسے عناصر ناقرض شناس ہوتے ہیں اور غالباً وہی لوگ نئی تعلیمی پالیسی کا ہوا کھڑا کرنے میں پیش پیش ہوں گے۔

س :۔ جو شر پسند عناصر علی گڈھ، دلی اور لکھنؤ میں بیٹھ کر سازشیں کرتے ہیں۔ یونیورسٹی افسران کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں ان کا وقت خراب کرتے ہیں۔ ان کو یہاں پناہ ملتی ہے آپ نے ایسے طلباء اور اساتذہ کے خلاف کیا آپ نے کارروائیاں کیں۔

ج :۔ جو لوگ باہر والے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کروں۔ انتظامیہ میں بعض حضرات مروت میں ایسے لوگوں کے متنبہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ جبکہ ان عناصر میں ڈھٹائی اور یونیورسٹی کے خلاف جذبہ موجود ہے یہی لوگ باہر جا کر ایسی ایسی افواہیں پھیلاتے ہیں کہ آج کے ہٹلر کے جانشین گوبلز کی روح بھی تڑپ رہی ہوگی۔ انہیں خدا توفیق دے۔ اس کے علاوہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

AsliAhleSunnet.com

س :۔ سرسید ڈے پر جمع کیا گیا چندہ میرٹھ اور دہلی فنڈ میں دے دیا گیا اور اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ وہاں بھی نہیں پہونچا ؟

ج :۔ سرسید ڈے پر ٹھ سمیت ہر آدمی چندہ دیتا ہے۔ اس میں کھانے وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ صحیح ہے کہ کچھ لڑکوں نے اس فنڈ کا کچھ حصہ میرٹھ فنڈ میں دینے کو ضرور کہا تھا۔ جس پر میں نے جواب دیا تھا کہ ہر لڑکا یہ درخواست دے تب ہی ایسا ممکن ہوگا۔ میرے علم میں اس فنڈ کے غبن کی کوئی بات نہیں آئی۔

س :۔ یونیورسٹی کے موجودہ تعلیمی معیار سے آپ کہاں تک مطمئن ہیں ؟

ج :۔ ہندوستان کی دوسری ان یونیورسٹیوں۔ کے مقابلہ میں جہاں پچاس اور ساٹھ دن پڑھائی ہوئی ہو۔ جبکہ یہاں ۱۸۰ دن پڑھائی ہوئی۔ تو میں کہہ سکوں گا کہ ہمارا معیار بہتر ہے۔ شاید تھوڑی بہت محنت کی کمی ہو سکتی ہے۔ ویسے میری دانست میں مسلمان لڑکے دنیا میں کسی سے کم نہیں ہیں تفریح کے بجائے اگر لڑکے محسوس کریں کہ ہم پسماندہ طبقوں سے پچاس سال پیچھے ہو چکے ہیں۔ کالج اور سرکاری نوکریوں میں پسماندہ طبقوں کا ۲۲% فیصد ریزرویشن ہے جبکہ ہمارے بچوں کو ایسی کوئی مراعات نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی بڑھتی ہوئی پستی کے بارے میں سوچ کر سخت محنت کرنا ہوگی۔ تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔ ہمارے موجودہ مسلم رہنماؤں نے کبھی تعلیمی پستی، اسکولوں کے قیام اور اساتذہ کی کوتاہیوں کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ البتہ اصل مسائل سے ہٹ کر دوسرے غیر ضروری مسئلوں پر زور وشور سے بحث ومباحثوں میں پیش رہتے ہیں۔

س :۔ میرا آخری سوال یونیورسٹی کو دی جانے والی سرکاری امداد کے بارے میں ہے۔ اس حصول میں کبھی آپ کو کوئی دشواری تو پیش نہیں آئی ؟

ج :۔ اس معاملہ میں ہمیں کبھی دشواری نہیں ہوئی۔ ہمارا بجٹ تیس کروڑ روپئے سالانہ کا ہے۔ اس وقت تقریباً ساٹھ کلاس روم زیر تعمیر ہیں میڈیکل کالج کی توسیع کے لئے بھی ڈھائی کروڑ روپئے ملے ہیں۔ ہمیں سرمایہ کی کمی نہیں ہے۔ صرف خلوص اور محنت کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ میری دعا ہے کہ طلبا اور اساتذہ ذاتی مفادات کو قربان کر کے یونیورسٹی کے بہتر مفاد میں خود کو وقف کریں۔ اور مسلم رہنماؤں سے بھی میری اپیل ہے کہ وہ مسلمان لڑکوں کے مفاد میں سوچ کر تعمیری قدم اٹھائیں۔ (بشکریہ روزنامہ عوام دہلی۔)

کلینڈر سنہ ۱۹۸۹ء

جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس کا نیا کلینڈر برائے سنہ ۱۹۸۹ء طبع ہو چکا ہے خواہشمند حضرات مکتبہ سلفیہ کے پتے پر اپنے آرڈر بھیج کر جلد از جلد طلب فرمالیں۔

مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، وارانسی

AsliAhleSunnet.com

امام ضیاء الدین مقدسی صاحب "المختارة"

قسط ۴ —— مولانا محمد حنیف فیضی استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

تصنیفی حیثیت

امام ضیاء الدین مقدسی بلند پایہ مصنف اور کثیر التصانیف تھے انہوں نے اپنی مفید اور بلند پایہ کتابیں تالیف کی ہیں جو ان کی وسعتِ نظر اور تبحر علمی کی دلیل ہیں۔ شریف ابو العباس حسینی کا بیان ہے: صنف تصانیف حسنة[۱] ضیاء نے اچھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ حافظ ذہبی رقمطراز ہیں: تصانیفه نافعة مهذبة[۲] ان کی کتابیں نفع بخش اور تہذیب شدہ ہیں نیز رقم فرماتے ہیں: صاحب التصانيف النافعة[۳] انہوں نے مفید کتابیں تالیف کی ہیں۔ نیز راقم ہیں: انتفع الناس بتصانیفه والمحدثون بکتبه[۴] محدثین نے ان کی کتابوں سے اور لوگوں نے ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں: الف کتبا مفيدة حسنة كثيرالفوائد ضیاء نے مفید، عمدہ اور کثیر الفوائد کتابیں تالیف کی ہیں نیز رقمطراز ہیں کہ انہوں نے ایسی عمدہ کتابیں تالیف فرمائی ہیں جو ان کے حفظ، واقفیت اور علوم حدیث میں سند اور متن دونوں پر مکمل دستگاہی کی دلیل ہیں[۵]۔

تصانیف کے نام

ان کی جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں

۱۔ اتباع السنن واجتناب البدع:

اس کے دو نسخے ظاہریہ لائبریری (دمشق) میں موجود ہیں ایک نسخہ ایسا ہے جس کے آخری ورق سے پہلے نقص ہے: توحید ۵۲ (ق ۷۹ ـ ۹۱)۔ اور دوسرا نسخہ کامل ہے: عام ۸۷۷۸ (ق ۱۷۱ ـ ۱۷۹)[۶]

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلہ (۲/ ۲۳۸) (۲) سیر أعلام النبلاء (۲۳/ ۱۲۸) (۳) تذکرة الحفاظ (۴/ ۱۴۰۵)
(۴) العبر (۵/ ۱۸۰) (۵) البدایہ والنہایہ (۱۳/ ۱۷۰) (۶) فہرس الالبانی ص ۲۲۵

AsliAhleSunnet.com

ابن رجب نے اس کا ذکر "الامر باتباع السنن واجتناب البدع" کے نام سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ ایک جز میں ہے[1]

۲۔ الإجازة : یہ کتاب اجازتوں پر مشتمل ہے۔ یہ ظاہریہ میں موجود ہے جس کی فوٹو کاپی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبہ مخطوطات میں موجود ہے۔ مجموع : (۱۰۸)، رقم ۹۷۰

۳۔ احادیث الحروف والصوت : یہ ایک جز میں ہے[2]

۴۔ احادیث عفان بن مسلم : یہ ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۲۴ (۱۰۳ـ ۱۲۰)[3]

۵۔ احادیث عن جماعة من مشائخ بغداد : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۳۶ (ق ۱۵۷ ـ ۱۶۸)[4]

۶۔ احادیث عوالٍ وحکایات واشعار : ظاہریہ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں : (۱) مجموع ۹ (ق ۱۶۸ـ۱۷۲) (۲) مجموع ۱۶ (ق ۴۶ـ ۵۲)[5]

۷۔ احادیث منتقاة علی الشیخ أبي المکارم : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۷ (ق ۲۶ ـ ۲۷)[6]

۸۔ الاحادیث المختارة مما لیس فی صحیح البخاری ومسلم رحمہما اللہ : اس کا ذکر مفصلاً آرہا ہے۔

۹۔ الأحادیث المسلسلات : اس کا جزء اول ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۰ (ق ۱ ـ ۹)[7]

۱۰۔ الأحادیث والحکایات :

اس کے چند اجزاء ظاہریہ میں موجود ہیں تفصیل حسب ذیل ہے :[8]

تیسرا جزء : مجموع ۱۵ (ق ۲۹ ـ ۴۴)

بارہواں جزء : مجموع ۲۰ (ق ۲۰۴ ـ ۲۱۲)

تیرہواں ,, : مجموع ۱۱۱ (ق ۱۶۶ ـ ۱۷۷)

چودہواں ,, : مجموع ۱۱۱ (ق ۱۴۴ ـ ۱۵۵)[8]

۱۰۔ الأحکام :

یہ کتاب تین جلدوں میں ہے مگر نامکمل ہے[9] مؤلف کے بھتیجے محمد بن عبد الرحیم نے اس کا تکملہ لکھا ہے[10]

---

[1] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/ ۲۳۹) [2] ایضاً [3] فہرس الالبانی ص ۳۲۵ [4] ایضاً [5] ایضاً [6] فہرس الالبانی ص ۳۲۵ [7] ایضاً ص ۳۲۶ [8] ایضاً [9] سیر اعلام النبلاء (۲۳/ ۱۲۸)، ذیل طبقات الحنابلہ (۲/ ۲۳۸) [10] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/ ۳۲۱)

AsliAhleSunnet.com

زرکلی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب حدیث میں ہے۔[۱] صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے: الاحکام فی الفقہ الحنبلی للضیاء المقدسی وھو کتاب کبیر فی ثمان مجلدات، ضیاء مقدسی کی کتاب "الاحکام" فقہ حنبلی میں ہے یہ بڑی کتاب ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔[۲]

۱۱۔ أحکام الضّبا:

یہ کتاب دار الکتب (قاہرہ) میں موجود ہے۔[۳]

۱۲۔ اختصاص القرآن بعودہ الی الرحیم الرحمٰن:

اس کا موضوع یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، غیر مخلوق ہے اسی سے نکلا ہے اور اسی کی طرف لوٹے گا یہ کتاب ظاہریہ میں موجود ہے، عام ۴۵۰۶ (ق ۱-۴)[۴]

۱۳۔ أربعون حدیثا عن المشائخ العشرین عن الأصحاب الأربعین:

بروکلمان نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ "Landberg Brill" کی لائبریری میں موجود ہے، رقم ۱۷۷[۵]

۱۴۔ اربعون حدیثا وحدیثا من مسند أحمد من مسند النساء الصحابیات:

یہ ظاہریہ میں موجود ہے جس کی فوٹو کاپی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبۂ مخطوطات میں موجود ہے:

مجموع: ۱۲۶ — ۱۲۷، رقم ۹۸۸ — ۹۸۹

۱۵۔ الإرشاد إلی بیان ما أشکل من المرسل فی الإسناد:

ابن رجب نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: فیہ فوائد جلیلۃ: اس میں عظیم فوائد ہیں، یہ ضخیم جزء میں ہے۔[۶]

---

[۱] اعلام (۲۵۵/۶) [۲] کشف الظنون (۲۲/۱) [۳] دیکھئے الفہرس الثانی (۸۴/۱) بروکلمان نے فہرس ثانی کے ساتھ فہرس اول (۲۶۰/۱) کا بھی حوالہ دیا ہے لیکن میری نگاہ سے فہرس اول نہیں گزری ہے دیکھئے بروکلمان، الاصل (۳۹۹/۱) [۴] فہرس الالبانی ص ۲۲۸ اسکا میکرو فلم میری نگاہ سے گذرا ہے جو جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ کے شعبۂ مخطوطات میں ہے [۵] بروکلمان، الملحق (۶۹۰/۱) [۶] ذیل طبقات الحنابلہ (۲۳۹/۲)

AsliAhleSunnet.com

۱۶ إستدراکات علی کتاب درر الأثر للحافظ عبد الغنی المقدسی :

ابن رجب نے اس کا ذکر اس نام سے کیا ہے : " الاستدراك علی الحافظ عبد الغنی فی غزوة احادیث فی درر الاثر " اور لکھا ہے کہ ایک جزء میں ہے[1] ۔ یہ کتاب ظاہریہ میں موجود ہے ، حدیث ۳۸۰ (ق ۱۵۸ - ۱۶۲)[2]

۱۷ - اطراف الموضوعات لابن الجوزی : یہ دو جزء میں ہے[3] ۔

۱۸ - أفراد الصحیح : ایک جزء میں ہے[4] ۔

۱۹ - الأمراض والکفارات والطب والرقیات :

ابن رجب نے اس کا ذکر کیا ہے[5] اور صاحب شذرات نے اس کو " الطب الرقیات " کے نام سے ذکر کر کے لکھا ہے کہ کئی اجزاء میں ہے[6] ۔ شاید یہی وہ کتاب ہے جس کا ذکر بعض کتابوں میں " الطب النبوی " کے نام سے ملتا ہے واللہ اعلم۔

۲۰ - الإیمان ومعانی الإسلام :

یہ ظاہریہ میں موجود ہے جو مصنف کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے مجموع ۲۱ (۵۶ ب - ۶۰)[7]

۲۱ - البعث والنثور :[8]

۲۲ - بلغة الطالب الحثیث فی صحیح عوالی الحدیث : اس کتاب کے دو جزء : (۲ در ۷) مکتبہ ازہریہ (قاہرہ) میں موجود ہیں[9] جن کا میکروفلم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبۂ مخطوطات میں موجود ہے ، رقم ۴۶۲

۲۳ - تحریم الغیبة :[10]

۲۴ - تساعیات مسلم فی صحیحه : اس کتاب میں " صحیح مسلم " کی ان حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے جن کی سندوں میں امام مسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نو (۹) واسطے ہیں ، یہ ظاہریہ میں موجود ہے : حدیث ، ۳۴۸ (ق ۵۱ - ۵۵) اس کا نام بعض مآخذ میں اس طرح ہے :

---

[1] ذیل طبقات الحنابلہ (۲ / ۲۳۹) [2] فہرس الالبانی ص ۳۲۹ [3] ذیل طبقات الحنابلہ (۲ / ۲۳۹) [4] ایضاً [5] ایضاً

[6] شذرات الذہب (۵ / ۲۲۵) [7] فہرس الألبانی ص ۳۲۸ [8] الرسالة المستطرفة ص ۳۶ [9] فہرس المکتبة الأزہریة (۱ / ۴۱۸) [10] ذیل طبقات الحنابلہ (۲ / ۲۳۹)

AsliAhleSunnet.com

"جزء فیہ احادیث صحیحۃ مما رواہ مسلم بن الحجاج بین المصطفیٰ وبینہ تسعۃ نفر"[1]

۲۵- ثبت مسموعاتہ: یہ مؤلف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۰۶ (ق ۵۴ - ۶۷)[2]

۲۶- الثمانیات[3]

۲۷- جزء فی الأحادیث (۱۳) رویا من شیوخ البخاری وغیرہ: مؤلف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۰۶ (ق ۱۱۰ - ۱۳۵)[4]

۲۸- جزء صغیر فی فضل الحدیث واھلہ: مؤلف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۰۷ (ق ۱۴۱ - ۱۴۵)[5]

۲۹- جزء فی الکنیٰ والأسماء: اس کے متعلق علامہ البانی رقم طراز ہیں: ولیس فیہ کبیر فائدۃ، یعنی یہ زائدہ مفید نہیں ہے۔ یہ ظاہریہ میں موجود ہے مجموع ۶۷ (ق ۲۳۸ - ۲۵۰)[6]

۳۰- جزء فیمن لقیہ من أصحاب الحسن البصری أخبار الحسن البصری: بروکلمان نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ظاہریہ میں موجود ہے مجموع ۵۵[7]

۳۱- جزء فیہ أحادیث وحکایات وأشعار: مؤلف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۵۲۹ (۱ - ۱۳)[8]

۳۲- جزء فیہ ذکر الشیخ الإمام العالم الزاھد أبی عمر محمد بن أحمد بن محمد بن قدامۃ بن نصر المقدسی وما کان علیہ وکراماتہ وما رئی بہ بعد موتہ وغیر ذالك: یہ حافظ ضیاء کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع: ۸۳ (ق ۳۹ - ۴۲) اس کی تلخیص بھی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۹ (ق ۱۲۰ - ۱۲۷)[9]

۳۳- جزء فیہ الرواۃ عن ابی الحسین مسلم بن الحجاج: ظاہریہ میں ہے: مجموع ۸۲ (ق ۱۴۳ - ۱۴۸)[10]

---

[1] فہرس الالبانی ص۳۲۸، تاریخ التراث العربی، المجلد الأول (۱/ ۲۷۳) [2] فہرس الألبانی ص۳۲۸ [3] رسالۃ المستطرفۃ ص۵۰
[4] فہرس الألبانی ص۳۲۸ [5] ایضاً [6] ایضاً [7] بروکلمان الملحق (۱/ ۶۹۶) [8] فہرس الالبانی ص۳۲۵
[9] فہرس الألبانی ص۳۲۹ نیز ملاحظہ ہو: فہرس یوسف العش ص۲۶۷ وفہرس خالد الریان (۲/ ۲۴۷، ۲۴۹) [10] فہرس الالبانی ص۳۲۹

AsliAhleSunnet.com

۳۴- جزء فیہ عوالی الأسانید : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۳۸ (ق ۱۷۷- ۱۸۶)[1]

۳۵- جزء فیہ:

۱- من حدیث أبی نصر البکری

۲- ومن حدیث أبی بکر النصیبی

۳- ومن حدیث خیثمة الأطرابلسی

۴- وفیہ صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، روایة أبی علی محمد بن ہارون بن شعیب الأنصاری عن شیوخہ

۵- وفیہ من حدیث عنبسة بن سعید

ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۴۱ (ق ۱۷۹- ۱۸۹)[2]

۳۶- جزء فیہ موافقات حدیث أبی الولید ہشام بن عمار بن نصر بن میسرة بن أبان السلمی الدمشقی مما وافق روایة البخاری وأبی داؤد والنسائی وابن ماجة:

ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۰۲ (ق ۴۳- ۵۱)[3]

۳۷- جزء منتقی من حدیث مکی وغیرہ: اس نام کے متعلق علامہ البانی رقم طراز ہیں کہ یہ نام ہم نے اپنی طرف سے رکھا ہے ورنہ اس جزء پر یہ نام ثبت نہیں ہے۔ مؤلف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۴۴ (ق ۱۲۹- ۱۴۳)[4]

۳۸- جزء من حدیثہ: ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۷۶ (ق ۱۱۹- ۱۳۴)[5]

۳۹- جزء من حدیثہ: ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۸۸ (ق ۱۸- ۲۲)[6]

۴۰- الجزء من المجموع : ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۵ (ق ۳۷- ۴۲)[7]

۴۱- حدیث حبیب الأنصاری وخریم الطائی : ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۸۵ (ق ۲۱۸- ۲۲۲)[8]

---

[1] فہرس الألبانی ص۲۲۹ [2] ایضا ص۲۳۰ [3] ایضا [4] ایضا [5] ایضا [6] ایضا [7] ایضا ص۲۳۱ [8] ایضا

AsliAhleSunnet.com

۴۲۔ حدیث عبداللہ بن یزید المقرئ مما وافق روایۃ الإمام أحمد: ظاہریہ میں ہے جو ہے: مجموع ۸۰ (ق ۱۷۰–۱۸۵)[1]

۴۳۔ الحکایات المستطرفات: بہت سے اجزاء میں ہے[2]

۴۴۔ الحکایات المنثورۃ: اس کا جزء ۵ و ۳ ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۹۸ (ق ۱۰۹–۱۱۶ و ۱۴۳–۱۵۱)[3]

۴۵۔ خمسون حدیثا بغیر اسناد: ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۵۲ (ق ۱۳۹–۱۴۱)[4]

۴۶۔ دلائل النبوۃ: الالٰہیات: تین اجزاء میں ہے[5]

۴۷۔ ذکر الأوہام فی المشائخ النبل: ابن رجب نے اس کا ذکر" الاستدراک علی المشائخ النبل" کے نام سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ ایک جزء میں ہے[6] " المشائخ النبل" میں عساکر کی کتاب ہے ضیاء مقدسی نے اپنی اس کتاب میں حافظ ابن عساکر پر استدراک کرتے ہوئے ان اوہام کا ذکر کیا ہے جو ان سے " المشائخ النبل" میں واقع ہوئے ہیں، حافظ صریفینی نے حافظ ضیاء پر ایسے ناموں کا استدراک کیا ہے حافظ ابن عساکر کی جانب سے اعتذار کیا ہے اور حافظ ضیاء پر ایسے ناموں کا استدراک کیا ہے جو حافظ ابن عساکر سے چھوٹ گئے تھے اور حافظ ضیاء نے بھی ان کا استدراک نہیں کیا۔ حافظ ابو الحجاج مزی نے حافظ صریفینی کے بہت سے اوہام پر تنبیہ کی ہے بلکہ بیان کیا ہے کہ حافظ صریفینی کے استدراک کا اکثر حصہ ان کا وہم ہے[7] یہ کتاب ظاہریہ (دمشق) میں موجود ہے مجموع ۶۸ (ق ۱–۶)[8]

۴۸۔ ذکر العقبۃ الأولی والثانیۃ وعمرۃ (ص) ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۸۵ (ق ۲۵۹–۲۷۰)[9]

۴۹۔ ذکر ما أعطی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دون الأنبیاء: یہ کتاب مولف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۱۰ (ق ۲۰۴–۲۱۳) اس کا پہلا ورق جل گیا ہے[10]

۵۰۔ ذکر المصافحۃ: ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۸۲ (۳۰–۳۴)[11]

۵۱۔ ذم المسکر: ایک جزء میں ہے[12]

---

[1] فہرس الألبانی ص ۳۳۱ [2] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [3] فہرس الألبانی ص ۳۳۱ [4] ایضا [5] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [6] ایضا [7] ایضا ۲/۲۲۹ [8] فہرس الألبانی ص ۱۳۳ [9] ایضا [10] ایضا [11] ایضا [12] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)

AsliAhleSunnet.com

۵۲۔ الرواۃ عن البخاری:[1]

۵۳۔ الروایۃ عن (١٤) أربع عشر راویا من العبادلۃ: اس کا ایک جزء مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ظاہریہ میں موجود ہے مجموع ۱۰۶ (ق ۱۱۰ ــ ۱۳۵)[2]

۵۴۔ سیر المقادسۃ: یہ کتاب مقدسی حضرات کی سیرت میں ہے جیسے حافظ عبد الغنی، شیخ موفق اور شیخ ابو عمر وغیرہ۔ علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام میں اسی نام سے ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ متعدد اجزاء میں ہے اور سیر الأعلام میں اس کا ذکر بنام "سیرۃ المقادسۃ" کر کے لکھا ہے کہ وہ ایک ضخیم جلد میں ہے۔ بغدادی نے پہلا ہی نام سے اس کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ متعدد جلدوں میں ہے اور زرکلی نے بھی اول ہی نام سے ذکر کیا ہے۔ اور بعض ماخذ میں "سبب هجرۃ المقادسۃ إلی دمشق وکرامات مشائخھم" کے نام سے ضیاء کی ایک کتاب کا ذکر آیا ہے جو تقریباً دس اجزاء میں ہے۔ زرکلی نے دونوں کو ایک ہی کتاب قرار دیا ہے[3]۔ واللہ اعلم۔

۵۵۔ سیرۃ شیخہ الحافظ عبد الغنی والشیخ الموفق: یہ کتاب چار اجزاء پر مشتمل ہے[4]

۵۶۔ الشافی فی السنن علی الکافی: "الکافی" شیخ موفق صاحب المغنی کی کتاب ہے جو فقہ حنبلی میں ہے اور "الشافی" اسی کی تخریج ہے۔ اس کے دو عمدہ نسخے مؤلف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ظاہریہ میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

الجزء الأول: مجموع ۲۱ (ق ۱ ــ ۱۵)

" الثانی: " " (ق ۱۹ ــ ۳۴)

" الثالث: " " (ق ۳۵ ــ ۵۰)

دوسرا نسخہ: اس کا دوسرا جزء موجود ہے: مجموع ۲۱ (ق ۵۱ ــ ۵۵)

مزید تفصیلات علامہ ناصر الدین البانی کی ترتیب دی ہوئی ظاہریہ کی فہرست میں ملاحظہ ہو۔[5] ابن بدران

---

[1] ذیل طبقات الحنابلہ (۲۳۹/۲) [2] فہرس الالبانی ص ۳۳۱ [3] تاریخ اسلام، وفیات ۶۴۳ھ، سیر اعلام النبلاء (۱۲۸/۲۳)، ذیل طبقات الحنابلہ (۲۳۹/۲) شذرات الذہب (۲۲۵/۵) ایضاح المکنون (۳۲/۲)، الأعلام (۲۵۵/۶) [4] سیر اعلام النبلاء (۱۲۸/۲۳) [5] فہرس الالبانی (ص ۳۳۱ ــ ۳۳۲)

AsliAhleSunnet.com

رقم طراز ہیں۔ لکن هذا التخریج مختصر جدا لا یشف غلیلا[1]۔ یہ تخریج بہت مختصر ہے جس سے پیاسا سیراب نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کو استاذ گرامی شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی ثم مدنی ایڈٹ کر رہے ہیں۔

۵۷۔ شفاء العلیل : ایک جز میں ہے[2]

۵۸۔ صفۃ الجنۃ : تین اجزاء میں ہے[3]۔ اس کا تیسرا جزء ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۰۳ (ق ۷۷۔ ۸۹)[4] اس کا مختصر، وٹیکن میں ہے۔ ج ۵/ رقم ۵/۱۴۵۹۔[5]

۵۹۔ صفۃ النار۔ دو جز میں ہے[6]

۶۰۔ الطب النبوی۔ بروکلمان نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مخطوط پیرس میں موجود ہے۔ (۵۱۲۔ ۱۸۲)[7]
مجلۃ معہد المخطوطات میں ہے کہ یہ کتاب طلعت اور تیموریہ میں موجود ہے: طلعت (۵۲۶ طب)، تیموریہ (۲ طب)[8] شاید یہی وہ کتاب ہے جس کا ذکر ابن رجب نے الامراض والکفارات والطب والرقیات کے نام سے اور ابن عماد نے الطب والرقیات کے نام سے کیا ہے جیسا کہ گزرا واللہ اعلم۔

۶۱۔ طرق حدیث الحوض : ایک جز میں ہے[9] غالباً اس کا ذکر ذہبی نے "ذکر الحوض" کے نام سے ذکر کیا ہے۔[10]

۶۲۔ طرق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث کان فی الحائط : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۸۲ (ق ۱۹۱۔ ۱۹۷)[11]

۶۳۔ عوالی عبد الرزاق : چھ اجزاء میں ہے[12]

۶۴۔ غرائب الصحیح : نو اجزاء میں ہے[13]

۶۵۔ فضائل الاعمال : ایک جلد میں ہے جو چار اجزاء پر مشتمل ہے[14] اس میں مولف نے حدیث کی مختلف کتابوں سے
باقی ص ۳۱ پر

---

[1] المدخل الی مذہب الامام احمد بن حنبل ص ۲۴۲ [2] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [3] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) [4] فہرس الالبانی ص ۳۳۳
[5] بروکلمان، الملحق (۱/۶۹۰) [6] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) [7] بروکلمان، الاصل (۱/۳۹۹)
[8] مجلہ معہد المخطوطات العربیہ (۵/۳۳۳) [9] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [10] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸)
[11] فہرس الالبانی ص ۳۳۳ [12] الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۲۳ [13] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)
[14] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) تاریخ الاسلام، وفیات ۶۴۳ھ ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)

AsliAhleSunnet.com

غیر اہل کتاب کیساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ

از قلم: غازی عزیر ——— المملكة العربية السعودية

پس منظر واقعہ یہ ہے کہ تمام خلیجی عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں اپنے بہت سے پاکستانی بھائیوں سے ملاقات کے دوران یہ چیز علم میں آئی کہ غیر مسلم اشخاص بالخصوص غیر اہل کتاب (مثلاً ہندو، سکھ، جینی، بدھ مت اور لادین وغیرہ) کیساتھ کھانا کھانا شرعاً درست نہیں ہے۔ نیز شریعت میں ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کی ممانعت بھی علماء سے منقول ہے۔ راقم الحروف پہلے دن سے عوام کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش قولاً و فعلاً کرتا رہا ہے لیکن اس مسئلہ نے شدت اسوقت اختیار کی جب انجمن خدام القرآن لاہور و پاکستانی تنظیم اسلامی کے مؤسس و امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے سعودی عرب میں اپنے تبلیغی دورہ کے درمیان پاکستانی کمیونٹی ہائی اسکول الخبر (سعودی عرب) میں تشریف لاکر اپنے خطاب کے بعد پاکستان کے قومی و ملی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے انتہائی وثوق و اعتماد کے ساتھ اسی غلط تصور کو بیان کیا۔ آں موصوف کے اس تبلیغی دورے کی رپورٹ روزنامہ "نوائے وقت" کراچی مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۸۵ء اور بعدہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی زیر ادارت شائع ہونے والے تنظیم اسلامی پاکستان کے آرگن ماہنامہ "میثاق" لاہور کے شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۶ء میں صفحات ۹ - ۱۰ پر بحوالہ "نوائے وقت" کراچی شائع ہوئی ہے۔

اس رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔

سعودی عرب میں تارکین وطن کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ انھیں کیمپوں میں ہندوؤں کے ساتھ یا ہندو باورچیوں کا تیار کردہ کھانا برداشت کرنا پڑتا ہے جن پر منعت پاس پاکستانیوں کو ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے کی ممانعت ہے اس لئے مسلمانوں کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ ...الخ (ماہنامہ میثاق لاہور ج ۳۵ ص ۱۰ عدد شمارہ ۲)

AsliAhleSunnet.com

اپنے سعودی عرب کے دورہ کی اس اخباری رپورٹ کی صحت کی تائید میں ڈاکٹر صاحب موصوف خود اس طرح رقمطراز ہیں۔

..... اس بار وہاں بھی براہ راست پاکستان کے قومی و ملی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس جلسے کی جو رپورٹ اور تقریر کا خلاصہ روزنامہ "نوائے وقت" کے نمائندے طارق نسیم صاحب نے اپنے روزنامہ کو ارسال کیا اور جو نوائے وقت" کراچی کی اشاعت بابت ۱۹ نومبر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا وہ حیرت انگیز حد تک صحیح ہے ... الخ" (ماہنامہ میثاق ص۹ جنوری ۸۶ء)

ڈاکٹر صاحب کی تصحیح کے بعد اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ ڈاکٹر صاحب نے واقعتاً ایسا فرمایا ہے نیز لفظ "ممانعت" سے آپ کی مراد یقیناً ایسے کھانے کا شرعاً "حرام" ہونا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بلا تحقیق ایسا فرمانے بعدہ اس کو شائع کر کے اس کی تصحیح فرمانے پر تعجب اور افسوس ہوا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون اس خلافِ واقعہ بیان کے شائع ہونے سے اکثر مقامات پر پاکستانی عوام اور اہل علم حضرات کے مابین یہ مسئلہ انتہائی نزاعی صورت اختیار کر گیا جس کو دلائل کے ساتھ رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ بعض رفقاء نے ڈاکٹر صاحب کو ان کی غلطی کی نشاندہی کیلئے خط لکھنے کے لئے راقم کو متوجہ کیا۔ لیکن بعض ذاتی مجبوریوں کے باعث کچھ نہ لکھ سکا۔ البتہ اپنے ایک کرم فرما جناب فضل الرحمٰن محبوب شریف صاحب کے باصرار تقاضہ پر مورخہ ۲ مارچ ۱۹۸۶ء کو ان کا ایک مخلصانہ خط جس کی بعض عبارتیں اگرچہ تلخ تھیں، بنام ڈاکٹر اسرار احمد صاحب خوش خط نقل کر کے بذریعہ پاکستانی رجسٹرڈ میل روانہ کیا گیا جس میں آں موصوف کو تمام حقائق سے روشناس کراتے ہوئے یہ تقاضہ کیا گیا تھا کہ آں موصوف کے پاس اگر اپنے مؤقف کی تائید میں کوئی صریح نص یعنی کتاب وسنت سے کوئی شرعی دلیل، موجود ہے تو پیش فرمائیں بصورت دیگر ماہنامہ "میثاق" لاہور کے اگلے شمارہ میں اپنے سابقہ قول کی تردید اور اس سے رجوع کا اعلان فرمائیں یا محترم فضل الرحمٰن صاحب کا خط بجنسہ شائع فرما کر اتمام حجت کا حق ادا کریں جس سے عوام الناس کی اصلاح ہو سکے۔ باوجود مسئلہ کی اہمیت وسنگینی کے ڈاکٹر صاحب کی جانب سے تا حنوز نہ تو اس خط کا کوئی جواب براہ راست موصول ہوا ہے اور نہ ہی ماہنامہ "میثاق" کے ماہ اپریل ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں اس ضمن میں کوئی چیز شائع کرنا ضروری تصور کی گئی ہے۔

جواب کے اس طویل انتظار کے دوران کراچی، لاہور، راولپنڈی اور کوئٹہ سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت روزنامہ "جنگ" کے ایک جمعہ ایڈیشن میں اسی موضوع سے متعلق ایک فتویٰ "اقراء اسلامی صفحہ" پر زیر عنوان "آپ کے مسائل اور ان کا حل" شائع ہوا ہے جو حسب ذیل ہے:

"س۔ ایک مسلمان (اس غرض سے کہ وہ لوگ اسلام قبول کر لیں) ایک غیر مسلم (غیر اہل کتاب) کے گھر آتا جاتا ہے اور انھیں ماں بہن کی طرح تصور کرتا ہے کیا اس گھر یا ان کے ہاتھ کا یا ان کے برتن میں کھانا اس مسلم کے لئے جائز ہے؟

ج:۔ اگر اطمینان ہو کہ یہ برتن پاک ہیں اور کھانا حلال ہے تو کھانا پینا جائز ہے۔" مستفتی نثار احمد خاں صاحب از کراچی،

مفتی: مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، روزنامہ "جنگ" بابت ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء

پیش نظر فتویٰ میں مستفتی کا سوال جس قدر غلط ہے اس سے کہیں زیادہ غلط اور تشنہ مفتی صاحب کا جواب ہے مستفتی نے اپنے سوال میں ان غیر اہل کتب کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے مقصد و غرض کی شرط لگائی ہے جبکہ مذکورہ مشروط سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے اس امر کی وضاحت سے گریز کیا ہے کہ "نفس مسئلہ کا اسلام کی طرف دعوت دینے کی غرض سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز کسی غیر محرم عورت (خواہ مسلم ہو، اہل کتاب ہو غیر اہل کتاب) کے ساتھ ملاقات و نشست و برخاست کے تعلقات رکھنے کا اسلام میں کیا شرعی حکم ہے؟

بہر حال اصلاحی جذبہ و احقاق حق کے پیش نظر اور رفقاء کے بیحد اصرار پر راقم کو نہایت ناخوشگواری کے ساتھ یہ فریضہ انجام دینا پڑ رہا ہے۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نفس و ہویٰ کی پیروی سے محفوظ و مامون رکھے اور شریعت مطہرہ کی فہم و فراست کیساتھ ہمیشہ کتاب و سنت کے احکام کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اصل مسئلہ پر بحث شروع کرنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اسلام میں حلال و حرام کے معیار اور اس سے متعلق چند اصولی اور بنیادی باتیں واضح کر دی جائیں تاکہ موضوع زیر بحث کی بخوبی سمجھنے میں کوئی دقت و دشواری پیش نہ آئے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تحلیل و تحریم کی تمام بحث مکی سورتوں میں مذکور ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم کی نظر میں یہ مسئلہ فروعات و جزئیات کا نہیں بلکہ مستحکم اصول و کلیات کا ہے۔ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے لئے اسلام نے جو اصول وضع کئے ہیں ان میں سے پہلا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام دنیاوی چیزیں اصلاً مباح اور حلال ہیں بجز ان چیزوں کے جن کی حرمت کے متعلق صحیح اور صریح نصوص وارد ہوئی ہیں۔ لہٰذا اگر صحیح نص موجود نہ ہو بلکہ ضعیف ہو یا ایسی ہو کہ حرمت پر واضح و صریح طور پر دلالت نہ کرتی ہو تو اس چیز کی اصل اباحت برقرار رہے گی۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہت کے درجہ میں آتی ہیں لیکن جب تک شریعت واضح طور پر پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں۔"

القواعد النورانیہ الفقہیہ تالیف امام ابن تیمیہؒ ص ۱۱۲ تا ۱۱۳

AsliAhleSunnet.com

اسلامی شریعت میں محرمات کا دائرہ بہت تنگ اور اس کے برعکس مباح اور حلال چیزوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم (سورۃ الانعام۔ ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کی تفصیل بیان فرما دی ہے جن کو تم پر حرام ٹھہرایا ہے۔

ایک اور حدیث نبوی میں مروی ہے۔

"ما احل اللہ فی کتابہ فھو حلالٌ وما حرّمَ فھو حرامٌ وما سکت عنہ فھو عفوٌ فاقبلوا من اللہ عافیتہٗ فان اللہ لم یکن ینسیٰ شیئًا وتلا وَمَا کان ربّک نسیًّا (سورۃ مریم الآیۃ ۶۴)" (رواہ الحاکم والبزاز)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا پھر آپ نے سورہ مریم کی آیت ۶۴ "یعنی آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے" تلاوت فرمائی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

وحرّمَ اشیاءَ فلا تنتھکوھا وسکت عن اشیاءٍ رحمۃً بکم غیر نسیانٍ فلا تبحثوا عنھا۔ (رواہ الدارقطنی)

اور جن چیزوں کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے ان کی بے حرمتی نہ کرو اور جن چیزوں کے بارے میں اس نے دانستہ سکوت اختیار فرمایا ہے وہ چیزیں تمہارے لئے رحمت ہیں لہٰذا ایسی چیزوں کے متعلق بحث میں نہ پڑو۔

سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ مما عفا لکم" (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حلال وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا اور حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا باقی وہ اشیاء جن سے اس نے سکوت فرمایا وہ معاف ہیں

اسلام کا دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ تحلیل و تحریم کا اختیار کسی مخلوق کو نہیں بلکہ یہ حق فقط اور فقط خالق

AsliAhleSunnet.com

حقیقی کا ہے کسی مولوی، مفتی، عالم، پیر، ولی، قاضی، فقیہ، محدث، امام، مجتہد یا حکمراں کو قطعاً یہ حق واختیار نہیں ہے کہ وہ بندگان خدا تعالیٰ پر کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال ٹھہرائے۔ جو شخص بھی اس فعلِ مذموم کی جسارت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تشریعی حقوں میں حد سے تجاوز کا مرتکب ہوگا، نیز جو ایسے شخص کی اتباع کرے گا اور اپنے قول یا فعل سے اس کے ساتھ تعاون یا اس پر رضا مندی کا اظہار کرے گا۔ وہ شرک کا مرتکب قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ام لهم شركوٓء اشرعوا لهم من الدين ما لم ياذن به الله (سورة الشورى ۲۱)

کیا ان کے کچھ ایسے شریک خدائی ہیں جنھوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے؟

اس آیت میں استفہام انکاری سے مقصود یہ ہے کہ کوئی اس قابل نہیں کہ خدا کے خلاف اس کا مقرر کیا ہوا دین معتبر ہو سکے یہود ونصاریٰ نے تحلیل وتحریم کے اختیارات اپنے علماء ومشائخ کو دے رکھے تھے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں سخت نکیر فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما يشركون (سورة التوبة ۳۱)

انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء ومشائخ کو (باعتبار اطاعت کے) اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انھیں ایک معبود کے سوا کسی کی عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا وہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تعالیٰ ان کی مشرکانہ باتوں سے پاک ہے۔

ایک حدیث میں مروی ہے۔

وقد جاء عدي بن حاتم الى النبي صلى الله عليه وسلم فلما سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ هذه الآية قال: يا رسول الله انهم لم يعبدوهم فقال بلى انهم حرموا عليهم الحلال واحلوا لهم الحرام فاتبعوهم فذلك عبادتهم اياهم (رواه الترمذي)

جب عدی بن حاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے اپنے علماء ومشائخ کو عبادت تو نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ انھوں نے ان پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرایا تھا۔ اور ان لوگوں نے ان کی اتباع کی۔ علماء ومشائخ (احبار ورہبان) کی عبادت کا یہی مطلب ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اما انھم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئاً استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئاً حرموہ"

یہ لوگ علماء و مشائخ کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے لئے حلال اور حرام کی ہوئی چیز کو اپنے لئے حرام کر لیتے تھے"

پس واضح ہوا کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دینے کا حق و اختیار فقط اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اگر کوئی انسان کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرائے تو اس کا یہ فعل بدترین شرک کے قبیل سے قرار پائے گا۔ اسلام نے ان لوگوں کی شدید مذمت کی ہے جو تحلیل و تحریم کے مختار بن جائیں۔ خاص طور سے اس نے حلال کو حرام کرنے والوں پر سخت گرفت کی ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلا سبب تنگی اور ضیق میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس کے اندر تعمق پسندانہ رجحانات سر ابھارنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمق و تشدد کے رجحانات سے منع فرمایا ہے اور اس قسم کا رویہ اختیار کرنے والوں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

الا ھلک المتنطعون، الا ھلک المتنطعون، الا ھلک المتنطعون" (رواہ مسلم واحمد و ابوداؤد)

آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ آگاہ ہو جاؤ، کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

ایک حدیث میں رسالت محمدیؐ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ" (رواہ احمد)

میں ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ جو حنیف ہے اور فراخ بھی۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

"انی خلقت عبادی حنفاء وانھم اتتھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوا بی مالم

میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا لیکن شیاطین نے انہیں بہکایا اور ان پر ان چیزوں کو حرام کر دیا جن کو میں نے حلال کیا تھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان کو شریک ٹھہرائیں جن کے شریک خدا ہونے کی میں نے قطعاً کوئی

انزل بہ سلطاناً" (رواہ مسلم)　　سند نازل نہیں کی"۔

مشہور واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا تھا جن میں شدت پسندی اور طیبات اور مباح چیزوں کو اپنے نفس پر حرام کر لینے کا رجحان غالب ہو گیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محکم آیات نازل فرما کر ان کو حدود اللہ پر پابند رہنے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی جو قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون" (سورۃ المائدہ ۸۷، ۸۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو حلال وطیب رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو"۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے منقول ہے کہ "سلف صالحین حرام کا اطلاق صرف اس چیز پر کیا کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے"۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ تحلیل وتحریم سے متعلق سوالات کے جواب میں فرماتے "میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں یا اچھا نہیں سمجھتا یا پسندیدہ نہیں ہے"۔ یہی بات امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور دیگر تمام ائمہ فقہ واجتہاد سے منقول ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ "میں نے بہت سے اہل علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اس بارے میں فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال یا حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ مذکور ہے اسے بلا تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کوفہ کے ممتاز فقہاء تابعین میں سے امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو یہ مکروہ ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں کے الفاظ استعمال کرتے تھے کیونکہ کسی چیز کی حلت وحرمت کا حکم لگانے سے زیادہ غیر ذمہ دارانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ (کتاب الام تالیف امام شافعی مختصراً)

اس تمہیدی بحث کے اختتام پر تحلیل وتحریم کے سلسلے میں یہ وضاحت کرنا یقیناً غیر مفید نہ ہوگا کہ اس تبیل کی صرف ان چیزوں سے روکنا چاہیئے جن کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح حرام ٹھہرایا ہے بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہم پر صادق آئے گا۔

قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من　　آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ

AsliAhleSunnet.com

رزق فجعلتم منه حراماً وحلالاً قل آٰللہُ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ⁝

(سورۃ یونس - ۵۹)

نے جو رزق تمھارے لئے نازل فرمایا تھا اس میں سے (از خود) کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرالیا ؟ آپ (ان سے) پوچھیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس بات کی اجازت دی تھی یا محض تم اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہو ؟

اللہ تعالیٰ پر افترا اور کذب بیانی سے کام لینے والا شخص بلاشبہ ہرگز نجات و فلاح نہیں پا سکتا جیسا کہ قرآن کریم میں خود باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ⁝

(سورۃ النحل - ۱۱۶)

یہ جو تمھاری زبانیں اللہ تعالیٰ پر کذب بیانی کرتے ہوئے جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تو ایسی باتیں نہ کیا کرو کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہ پائیں گے۔

(جاری)

بقیہ ص ۳۳ کا :

ان احادیث کا انتخاب گیا ہے جو فضائل اعمال سے متعلق ہیں۔ حدیثوں کی سندیں حذف کرکے اصل ماخذ کا حوالہ دیا ہے اور کوئی حدیث صحیحین یا ان میں کسی ایک میں ہے تو عموماً اسی کے حوالے پر اکتفا کیا ہے اگرچہ صحیحین کے علاوہ دیگر سنن میں بھی موجود ہو کیونکہ مقصد اس حدیث کی صحت معلوم کرنا ہے نہ کہ اس کے مخرجین کی کثرت بیان کرنا جیسا کہ اس کے مقدمہ میں مؤلف نے تصریح کی ہے۔

یہ کتاب مفرج سلطان نمنکانی صاحب المکتبۃ العلمیۃ، مدینہ منورہ کے خرچہ پر چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح مرکز شؤون الدعوۃ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ کی جانب سے بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ میں غسان عیسیٰ محمد ہرماس نے اسے ایڈٹ کیا ہے جو اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ جرمنی میں ہے : (۳۶۹۲) اور دار الکتاب قاہرہ میں بھی ہے ملاحظہ ہو فہرس اول (۱۶۱/۶) اس کتاب کا مختصر بھی جرمنی میں ہے (۲۰۹۲)[1]

۲۶۔ فضائل الجہاد : ایک جز میں ہے[2]

(جاری)

AsliAhleSunnet.com

علمائے دیوبند کے لئے توجہ طلب

۱۔ نماز جنازہ غائبانہ ۲۔ سید ہجویریؒ کی قبر کا غسل

بعض واقعات، سانحات، حادثات اور المیے مدتوں اپنی شدت اور اثر انگیزی کے باعث ذہنوں سے محو نہیں ہوتے بلکہ ان کی دردناک ٹیسیں ایک عرصے تک ذہنوں کو تڑپاتی اور بے چین رکھتی ہیں اسی سلسلہ میں ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء بہاولپور کا سانحہ اور قومی المیہ ہے جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورا عالم اسلام متاثر ہوا ہے۔ دنیا بھر میں اس کا کرب والم محسوس کیا گیا ہے کیوں کہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سمیت تیس نہایت قیمتی جانوں کی ہلاکت ملک و ملت کے لئے کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ مستقبل قریب میں یہ خلا پُر ہوتا نہیں دکھائی دیتا اس سے پہلے اگرچہ بیسیوں سانحات پیش آئے۔ جنرل افتخار اور اس کے رفقاء کا ہوائی حادثہ میں ہلاک ہونا، ابتدائی طور پر ہماری افواج کے لئے بہت بڑا نقصان اور ضیاع تھا۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو قائد ملت نواب زادہ خان لیاقت علی خان (پہلے وزیر اعظم) کا لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسۂ عام میں گولی کا نشانہ بننا پاکستان کی کمر توڑنے کے مترادف تھا۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ لیاقت علی خان کے قاتل سید اکبر خان کو وہیں ڈھیر کر دیا تاکہ اس قتل کے محرکات منظر عام پر نہ آ سکیں۔ لاہور شہر میں مغربی پاکستان کے سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان کا قتل۔ خان عبد الصمد خان اچکزئی اور مولوی شمس الدین ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی کا بہیمانہ قتل ایک حلقے کے لئے قیامت خیز تھا۔ ظہور الحسن بھوپالی، ڈاکٹر نذیر احمد، خواجہ محمد رفیق، چوہدری ظہور الٰہی، ارباب سکندر خان خلیل، آفتاب شیرپاؤ، مولوی احسان اللہ فاروقی کے سانحات حساس پاکستانیوں کو تڑپانے کے لئے کافی ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے دیگر نو رفقاء کا سانحہ شہادت ملک و ملت کے لئے، عالم اسلام کے لئے، بلکہ دنیا بھر کے حساس انسانوں کے لئے کس قدر وحشت انگیز اور تحیر خیز تھا، یہ بات کسی سے مخفی نہیں گذشتہ دنوں ایک شیعہ لیڈر جناب عارف الحسین الحسینی کا وحشیانہ قتل نہایت اضطراب انگیز تھا، ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کے وحشت ناک منظر نے ہماری نیندیں حرام کر دیں۔ لیکن سانحۂ بہاولپور کی وحشت خیزیاں اضطراب انگیزیاں اور دردناکیاں ان سب پر بھاری ہیں۔ یہ تو صحیح ہے درد و الم، فکر و غم اور صدمہ کی پریشانی میں بعض

AsliAhleSunnet.com

اوقات انسان حواس کو کھو بیٹھتا ہے لیکن زندہ قومیں ایسے قومی سانحات کے مواقع پر اپنے ہوش وحواس قائم رکھتی ہیں۔ اور پامردی، مستقل مزاجی اور حوصلہ مندی سے ان پر قابو پاتی ہیں۔ یقیناً سانحہ بہاولپور کے موقع پر پاکستانی قوم نے اپنے ہوش وحواس، تحمل، حوصلہ اور صبر و استقامت سے انہیں تابندہ روایات کو اور درخشندہ بنادیا ہے۔ لیکن بعض اکابر حالات وظروف سے متاثر ہوکر اپنے اصول، ضوابط اور تحقیق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال ہمارے دیوبندی علماء کرام ہیں۔ ویسے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اہل حدیث اور اکابر علماء دیوبند میں بہت سے مسائل میں فکری ہم آہنگی اور سیاسی یک جہتی پائی جاتی ہے۔

۱۔ نماز جنازہ غائبانہ :۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں۔ بلکہ وہ نماز جنازہ غائبانہ کی تردید کرتے اور اس کو ناجائز ٹھہراتے ہیں، لیکن سیاسی مصلحتیں، ہنگامی مفادات اور شخصی شہرت کے لئے مختلف مواقع پر اپنے عقائد کے علی الرغم نماز جنازہ غائبانہ بڑے طمطراق سے پڑھاتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھانے کے فوراً بعد دعا نہ کرنے میں اہل حدیث اور علماء دیوبند کا موقف ایک ہی ہے۔ خان لیاقت علی خان کی نماز جنازہ غائبانہ میں بریلوی علمائے کرام پیش پیش تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی۔ مولانا ابوالحسنات اور دیگر علمائے کرام کا اس باب میں کردار عمل اس وقت پریس میں آچکا تھا۔ مولانا احتشام الحق تھانوی بھی اس وقت اپنے شخص کو نمایاں کرنے میں مصروف تھے۔ اسوقت ٹیلی ویژن صرف کراچی تک محدود تھا۔ ملک کے عوام اصلی صورت حال سے باخبر نہ ہوسکے، صرف اخبارات ہی ان کی معلومات کا ذریعہ تھے۔ لیکن اب ٹیلی ویژن کا دائرہ ملک کے گوشے گوشے تک ممتد ہے۔ اب ٹیلی ویژن کی کیمرہ کی آنکھ نے تمام ملک میں ضیاء الحق مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ کے مناظر کو ٹیلی ویژن کے ذریعے بچے بچے تک پہونچا دیا ہے۔

صورت حالات یہ ہے کہ اسلام آباد میں جنرل محمد ضیاء الحق کا جنازہ الدعوۃ کے ڈائریکٹر غازی محمود نے پڑھایا۔ جنرل ضیاء الحق صدر مملکت تھے۔ فوجوں کے سربراہ اور پورے ملک کی بڑی شخصیت تھے۔ ضرورت تھی کہ اولاً امام خانہ کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظ اللہ کو جنازے کے لئے بلایا جاتا کیوں کہ جنرل ضیاء الحق کے ان سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ اور وہ چند دن قبل ہی ان کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے تھے۔ ثانیاً ملک کی کسی ممتاز، علمی و دینی روحانی اور بزرگ شخصیت سے نماز جنازہ کی امامت کروائی جاتی۔ جب کہ مشہور شیخ الحدیث اور خاندانی عالم دین مولانا محمد مالک کاندھلوی جنرل محمد ضیاء الحق کی میت کے ساتھ کھڑے تھے۔ غازی محمود کی سرکاری حیثیت تو ہوگی لیکن دینی حلقوں میں وہ بالکل غیر متعارف اور ان کی شکل وصورت بھی غیر مسنون تھی، ان کی ترشی ہوئی ڈاڑھی ایک آدھ انگشت سے زیادہ نہ تھی۔ کم از کم اتنی بڑی شخصیت کی نماز جنازہ کی امامت کے لئے ظاہری طور پر ڈاڑھی تو مسنون

AsliAhleSunnet.com

ہونی چاہیئے تھی۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند۔ والی بات تو مزدرہے لیکن اتنی بڑی شخصیت کے نماز جنازہ کے لیے بھی اسی قسم کی شخصیت کو موقع دینا چاہیئے تھا۔ تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ جنازے کے فوراً بعد دعا رکی گئی۔ اور یہ دُعا مانگنے والوں میں شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی اور دیگر دیوبندی علماء بھی تھے۔ لاہور مینار پاکستان کے پاس نماز جنازہ غائبانہ بادشاہی مسجد کے امام مولانا عبدالقادر آزاد نے پڑھائی اور پورے جوش و خروش اور خشوع وخضوع سے پڑھائی۔ جنازہ کے بعد دعا بھی منگوائی۔ اسی طرح تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں علمائے دیوبند نے غائبانہ جنازہ کی امامت میں ان کی کوئی تحقیق اور عقیدہ رکاوٹ نہیں بنا۔ حالانکہ ان کو کہنا چاہیئے تھا کہ نماز جنازہ غائبانہ ہمارے عقیدے کے خلاف ہے آپ اہل حدیثوں سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھوالیں لیکن انکی سیاسی اور اقتصادی مصلحتیں اور سستی شہرت کا جذبہ انہیں اپنے عقیدے کے خلاف آمادہ کر گیا۔

۲۔ سید ہجویری کی قبر کا غسل :۔ ایک اور حیرت انگیز اور تعجب خیز امر ملاحظہ فرمائیں۔ کہ پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ نے عرق گلاب سے سید علی ہجویریؒ کی قبر کو غسل دیا۔ مشہور دیوبندی درس گاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن وزیر اعلیٰ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور اسی عرق گلاب سے جو سید علی ہجویریؒ کی قبر کی بالائی منزل سے رِس ہو کر نیچے گر رہا تھا۔ مولانا عبدالرحمن مہتمم جامعہ اشرفیہ اس کو اپنے چلوؤں سے کر اپنی ڈاڑھی پر مل رہے تھے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سید علی ہجویریؒ کی قبر نیچے تھی۔ اور یہ اوپر کا کھول تھا۔ حیرت تو اس امر پہ ہے کہ اگر یہی کام بریلوی علماء کریں تو ان کی بارگاہ سے ان کے خلاف بدعتی اور مشرک ہونے کا فتوےٰ صادر کیا جاتا ہے اور خود ایسی حرکات کا ارتکاب کریں تو پھر ...... ؏

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

علمائے دیوبند کی خدمت میں ادب و احترام سے گذارش ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کی تابندہ روایات اور تابناک ماضی میں قول و عمل کا یہ تضاد ہرگز ہرگز نہیں تھا۔ لیکن اب صورت حالات رفتہ رفتہ کیوں تغیر پذیر ہو گئی ہے؟ آپ سے تو سید مردان علی شاہ پیر پگاڑہ ہی بہتر نکلے جنہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر صاف کہہ دیا چونکہ میرے مسلک میں نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں، لہٰذا میں اس میں شامل نہیں ہوں گا۔ اگر ہماری جان بخشی فرمائی جائے تو ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کریں گے کہ تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اہل حدیث کے ساتھ بیٹھ کر نماز جنازہ غائبانہ کا مسئلہ متفقہ بنائیں تاکہ ان دو عظیم مکاتب فکر میں فکری ہم آہنگی اور یک ذہنی توافق پیدا ہو سکے۔ ورنہ لوگ آپ کے اس عملی تضاد پر ضرور انگشت نمائی کریں گے۔ اور آپ کا یہ طرز عمل جگ ہنسائی کا باعث بنے گا۔

AsliAhleSunnet.com

ہم مولانا مجاہد الحسینی ایڈیٹر ماہنامہ "صوت الاسلام" فیصل آباد، مولانا محمد یوسف لدھیانوی ایڈیٹر ماہنامہ "البینات" کراچی جناب مولانا محمد یعقوب باوا ایڈیٹر ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی، مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک، ماہنامہ تعلیم القرآن کے نگران قاضی احسان الحق۔ جسٹس تقی عثمانی شیخ الحدیث مولانا سرفراز گکھڑوی۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور دیگر دیوبندی اہل علم سے نہایت ادب و احترام کے ساتھ گذارش کریں گے کہ اپنے بزرگوں کے اس عملی پر روشنی ڈالیں۔ اور کوشش فرمائیں تاکہ علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث کا یہ تضاد ختم ہو کر نماز جنازہ غائبانہ میں عقیدہ نظریہ اور تحقیق یکساں ہو سکے۔ البتہ غسالۂ قبور کے سلسلے میں بریلوی حضرات کے عمل سے حسب سابق پرہیز کیا جائے۔

وما علینا الا البلاغ۔ (بشکریہ الاعتصام لاہور)

بقیہ طبی معجزہ

ایک خلیہ والے حیوانات جیسے ایمبا اور ملیریا کے جراثیم) یا متعدد خلیے والے حیوانات مثلاً طفیلی کیڑے وغیرہ تنہا مرض اور چھوت کا سبب نہیں ہیں بلکہ کچھ نامعلوم اسباب ایسے ہیں جو اس مائیکروب کی جارحانہ طبیعت پر فیصلہ کن طور سے اثر انداز ہوتے ہیں اور اسے مصالحانہ حیثیت میں بدل دیتے ہیں یا مصالحانہ طبیعت والے مائیکروب کو جارحانہ مائیکروب میں بدل دیتے ہیں کچھ ایسے نامعلوم اسباب بھی ہیں جو انسانی طبیعت میں موجود قوت مدافعت کے لئے فیصلہ کن ہوتے ہیں چنانچہ وہ اسے اس قدر مضبوط اور سخت جان بنا دیتے ہیں کہ وہ ہر طرح کے حملوں کا مقابلہ کر لیتی ہے یا پھر اسے اس قدر کمزور بنا دیتے ہیں کہ ہر حملہ کے سامنے سپر انداز ہو جاتی ہے۔

مدافعت کی یہ قوت جسمانی ہیکل اور ساخت کی کمزوری یا طاقت یا اس کے حجم کے چھوٹے بڑے پر موقوف نہیں ہے، بلکہ اس کی بنیاد بھی بہت سے نامعلوم اور بعض معلوم امور پر ہے، اس سلسلے میں جو بات معلوم ہے وہ یہ ہے کہ بعض امراض جیسے ذیابیطس اور سرطان مائیکروب کی جارحیت کے خلاف مدافعت کی قوت کو کمزور بنا دیتے ہیں، جب کہ بعض دوسری طبی جڑی بوٹیاں جیسے کورٹیزون کا استعمال بھی قوت مدافعت کو کمزور بنا دیتا ہے، اسی طرح شراب نوشی بھی جسم کی قوت مدافعت کو کمزور بنا دیتی ہے، اور ایڈز کی بیماری کے وائرس بھی قوت مدافعت کو کمزور بنا دیتے ہیں، کیوں کہ وہ ان لیمفاوی خلیوں تک پہنچ جاتے ہیں جو A نوعیت کے لیمفاوی خلیوں کو لاحق ہوتے ہیں اور خاص طور پر (A، A) لیکن اس سلسلے میں جو باتیں اب تک نہیں معلوم ہو سکی ہیں ان کی تعداد بے شمار ہے جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ (جاری)

AsliAhleSunnet.com

ہماری مطبوعات

نام کتاب	وسیلۃ النجاۃ باداء الصوم والصلاۃ والحج والزکوٰۃ
تالیف	علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالیٰ
ضخامت	۱۰۴ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ
قیمت	چھ روپے
ناشر	ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس
ملنے کا پتہ	مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب بنارس

نواب صاحب والاجاہ علامہ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی بلند وبالا اور بھاری بھرکم شخصیت اور ان کی اسلامی خدمات سے کون واقف نہیں آپ کی ذات والاصفات پورے عالم اسلام کے لئے اظہر من الشمس ہے، اس لئے شخصیت وخدمات سے قطع نظر آپ کی تالیف کردہ زیر نظر کتاب کا صرف تعارف قارئین محدث کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

حدیث متفق علیہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں، کلمہ طیبہ کی گواہی دینا۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور روزہ رکھنا۔ یعنی جس نے یہ پانچوں کام کئے وہ مسلمان ہے اور جس نے ایک بات کو بھی ان میں سے نہ مانا اور عمل کیا وہ مسلمان نہیں اگرچہ بقیہ کاموں کو انجام دے۔

نواب صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ " کلمہ طیبہ کے معنیٰ صاحب دین خالص نے بہت بسط سے لکھے ہیں اس لئے زیادہ تفصیل اس کی نہیں کی گئی اس رسالے میں فقط تین چیزوں کا تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۔ نماز کا ۲۔ روزہ کا، ۳۔ زکوٰۃ کا، اس لئے کہ حج کے بیان میں علیحدہ رسالہ پیشتر اس سے لکھا گیا (یعنی ایضاح الحجۃ۔ وطراز العمرۃ) مگر ایک فصل اس جگہ بھی فقط بیان میں آیات حج کے لکھ دی گئی ہے کہ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ۔

علامہ نواب صاحب کی یہ کتاب اپنے موضوع انتہائی اہم، یکتا اور بے مثال ہے، اس میں مؤلف موصوف نے اسلام

AsliAhleSunnet.com

کے ارکان خمسہ میں سے ہر ایک رکن پر مفصل بحث کی ہے، اور اس سے متعلق احکام و مسائل کو جمع کیا ہے، ان عبادات سے متعلق ترغیب دلانے والی آیات و احادیث کا ذکر کیا ہے، ان کے اسرار و رموز اور فوائد کی طرف بھی اشارہ ہے اور ساتھ ہی ان غلط آراء و خیالات کی تردید بھی ہے جن کو لاعلمی کے سبب ان عبادتوں کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔

الغرض علامہ موصوف کے قلم سے اس کتاب میں نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ اور ترغیب کا دلکش بیان، آیات و احادیث سے مدلل مسائل دینیہ کا حسین مرقع، راہ حیات میں دین حنیف کی رہنمائی کا بلند و بالا مینارہ ہر مسلمان کے لئے ایسا دستور العمل جس سے کتاب و سنت پر عمل میں سہولت ہو۔

یہ کتاب چھ فصل اور خاتمۃ الکتاب پر مشتمل ہے، فصل اول نماز کے بیان میں ہے، فصل دوم روزے کے بیان میں، فصل سوم زکوٰۃ کے بیان میں، فصل چہارم نماز و زکوٰۃ سے متعلق آیات قرآن کے بیان میں اور فصل پنجم و ششم آیات صوم و حج کے بیان میں، نماز و زکوٰۃ کے تحت ۱۴۳ آیات اور صوم کے ضمن میں ۱۷ آیات کا ترجمہ و تشریح انتہائی دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جا بجا فائدہ کے تحت ارکان خمسہ کے مسائل کی وضاحت ہے اور جو مسئلہ سنت صحیحہ کے موافق معلوم ہوا اس کی حقانیت کی نشاندھی بھی کی گئی ہے۔

کتاب کے اخیر میں خاتمۃ الکتاب کے تحت بعض احادیث رقاق کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، جس سے حق و باطل کو دریافت ہو کر عمل صالح کی توفیق نصیب ہوتی ہے، دنیا و آخرت کا فرق معلوم ہوتا ہے اور دنیا کی بے ثباتی نظر آتی ہے اور اسلام و ایمان کی لذت دل میں سما جاتی ہے۔

خاتمۃ الکتاب سے قبل ضمناً فائدہ کے تحت مہدی موعود کا ذکر بھی آگیا ہے جو اسلام کا ایک نازک مسئلہ ہے، نواب صاحب کے دور میں مہدی کا غلغلہ خانہ بخانہ ہو رہا تھا حتی کہ بعض خود ہی مہدی کا دعویٰ کر بیٹھے اور بعضوں نے ان کی آمد سے متعلق شبہ کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں نواب والا جاہ نے یہ تحریر فرمایا کہ مہدی موعود کی آمد کی جتنی نشانیاں ہمیں بتائی گئی ہیں ان میں سے کچھ تو پوری ہو گئیں اور جو پوری نہیں ہوئی ان کے مکمل ہونے کے بعد اجل مسمیٰ جو علم خدا کے پاس ہے پہونچ جائے گی تو اس وقت مہدی موعود آجائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی رونق افروز ہوں گے۔

اصل موضوع کے علاوہ کہیں کہیں مسلمانوں کے موجودہ حالات پر بھی نواب صاحب نے نکیر فرمائی ہے چنانچہ ایک جگہ مسلمان عورت کے لئے پردہ کی پابندی کی اہمیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عورت گھر سے باہر بدون کسی شدید ضرورت کے نہ نکلے، یا جو دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔

AsliAhleSunnet.com

سو ایسی ضرورت اتفاقاً ہی پیش آتی ہے، ورنہ سب کام بذریعہ آدمی کے ہو سکتا ہے۔ گویہ نکلنا اس کا واسطے حق اللہ یا حق العباد ہی کیوں نہ ہو۔ حق اللہ یعنی مسجد میں جاکر نماز پڑھنا، حق العبید جیسے عیادت مریض کے لئے جانا۔ اکثر عورتیں عیادت کے لئے برادری میں بار بار دوڑتی ہیں۔ بھائی بندوں سے پردہ نہیں کرتیں، حالاں کہ عیادت ایک بار کرنا کافی ہوتا ہے۔ سو جب اس طرح بھی نکلنا عورت کا ٹھیک نہ ٹھہرا تو باغوں کی سیر، بازاروں کا چکر، گلی کوچے میں پھرنا، ملکوں ملکوں کا سفر کرنا، گو پردے ہی سے کیوں نہ ہو، کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ یہ تو سخت گناہ ہے بلکہ درحقیقت یہ بے پردگی ہے ص٦٣"

ایک اور مقام پر ملوک اور سلاطین کی طرف سے امراء پر عائد کردہ طرح طرح کے ہزاروں ٹیکسوں کے سلسلے میں نکیر کرتے ہوئے اسے مظلمہ عامہ اور مال حرام قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"ہاں رہے سہے رؤساء اسلام اب بھی اگر خدا سے ڈر کر زکوٰۃ شرعی پر اکتفا کریں تو امید ہے کہ نجات ملے، رعیت آسودہ رہے۔ مگر یہ کہاں ہو سکتا ہے۔ جب تک مال زیادہ نہ ہو تب تک فسق و فجور کے کام خاطر خواہ کس طرح سرانجام ہو سکتے ہیں۔ مال حرام میں اتنی گنجائش کہاں ہے کہ اسطرح اڑا دیا جاوے جس طرح یہ مال اڑایا جاتا ہے۔" ص٢٧

ادارۃ البحوث کی طرف سے اس کے ایک رفیق نے رسالہ کی تصحیح، آیات کے حوالجات اور فقروں کی تعیین کا کام انجام دیا ہے، شروع میں مضامین کی فہرست بھی دے دی گئی ہے جو سابقہ ایڈیشن میں نہیں تھی، اس عمل سے کتاب سے استفادہ میں آسانی ہو گئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب اپنے موضوع پر انتہائی جامع ہے جس کا ہر مسلمان گھرانہ میں موجود ہونا ازحد ضروری ہے اس کے مطالعہ سے مسائل دینیہ سے عموماً اور اسلامی ارکان خمسہ سے خصوصاً معلومات میں بیش بہا اضافہ ہوگا اور ان ارکان پر موافق کتاب و سنت عمل بھی ہوگا جو ہر مسلمان شخص کا وطیرہ ہونا چاہیئے۔

(امتیاز احمد سلفی)

AsliAhleSunnet.com

DECEMBER 1988 Vol. VI - No. XII

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

مطبوعات جامعہ سلفیہ

تقلید اور عمل بالحدیث

مصنفہ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں بہادر

(١٢٥٣ — ١٣٢٥ھ)

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی

Published by: Abdul Auwal Ansari, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama and Printed at Salafia Press, B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi and Published at B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi. Editted by : A.W.H.

AsliAhleSunnet.com